

آرامش

پیشو کے لئے دعاوی



مکراتر شاد

شوکت تھانوی

حُسامی بک ڈپو
پھل کستان، حیدرآباد ۲۰۰۰۰۵

مکراتر شاد

مزار حیدر شاہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

اشاعت ۱۹۸۳ء

تعداد ایک ہزار

طبع و اشاعت گولڈن پریس حیدرآباد

ناشر حسامی بک ڈپو

پھل کمان حیدرآباد (انڈیا)

قیمت بارہ روپے ۱۲/-

۹	میں نے چادر
۱۶	مشاعرو اور خجڑا
۲۱	مہان
۳۳	سردیشی اور پریشی
۵۰	دوست
۶۱	شام راز شامری
۹۴	طوب
۸۹	مرگت
۹۲	خدا میرے تو سرور ہے

خودکشی

✓ آسپہن خلل

کمزور ارشاد

سودیشی ریل

فیض

سودیشی ڈاک

دیو پانی

خودکشی

✓ آسپہن خلل

۱۷۹

۱۹۰

۱۱۳

۱۳۰

۱۴۷

۱۵۳

۱۷۰

۱۷۱

۱۹۰

میسے بچا دل

ہمایہ کو کل آئی تھی پر سے پر سے ایک۔ وہ پہ کی شکر اور
بھول شمسے ہانوں اٹھکیاں گئی یہ اور سرکا حوائی میں تھا۔ بیانی بچہ
کو جو شوق سدا ہوا تو کر بیٹھے۔ "نئے کی ماں اذرا بیٹھے چل دل پہلا"
ایہ کیا تھا آگنی قیامت اور شروع ہوا ساتھ نام اشتر کے انتقام۔
نئے کہانے میں ہاکر جو تفریق لے چلیں تو بھر پناں کی طرح
بہر ہی خانہ میں جا کر دم لیا اور احکام جاری ہوا شروع ہر گئے۔
"برہمن ذرا چل دل کا اور۔ خبر پڑوس سے جا کر ملک لے آ۔ اور
دیکھ کہیں اور نہ لگتا۔ بیانی کو کہہ رہی جانا ہے تیری عادت ہے
گھر نہ لے کر تو جاتا ہے تو، جیہا کا بھر ہوتا ہے۔ جس آگ لے کر ذرا
لوٹ آتا۔ ابھی بہت سے کام ہیں۔ دیکھ اسے وہ فوج تم سے

کئی کام کئے کہ فری میں چاول کیا کھائے گئیں۔ جیسے سات
مسند بہار کرنے گئیں۔ اسے بھی بھر چاول کھانے میں اتنی دیر۔ فوج
پوری ایسا بھی کئی کاہل برکت بھر میں چاول کے کڑی ہو۔ اچھا
دندانہ سے جگر دیکھو خیر اس دندانہ ہے کہ مر گیا۔ کبھی تک پیسے کیا گیا
ہے ہر دس سے دسٹہ جڑنے کیا ہے میں تو کتنی بھی باتیں ہندی
ہوں گی۔ سوائے کچھ ہیں ابھی نہ چاول بچنے گئے ہیں۔ ڈاگ لک ہے
- میں بڑا کڑا کھینے کیا گئی ہیں کہ اب روٹنے کا کام ہی نہیں بیٹیں۔ اب
بڑی چاہتا ہے کہ اپنی بڑیاں چوڑی چاول کی ڈرائش کر دیا تو بہت
آتا ہے اب۔ کچھیں ڈاگ کر رہے تو کہ کچھ ڈھنگ کے رکھے ہیں۔
نقصان پہنچے ہو رہے ہیں ہنگ لگے ایسے تو کون ہلان سے تو میں
بے ڈاگ کیا ابھی ان ٹنگ حوصلہ کے بھروسے پر اگر کئی کام
بھڑا دیا جائے تو قیامت ٹنگ تر افشاہ اثر ہو نہیں سکتا۔

ہاں خیر ڈاگ کھانے پر نہ تم کہاں رہ گئے تھے یہ کتنا
کڑا ہو گیا۔ یہی ہل ڈر کر کہتے ہیں کہ تم کہو کچھ کیا گئی
ہیں کہ اب ٹنگ روٹنے کا کام ہی نہیں دیا۔ میں نے کہا تھا کہ میں میں ہمارا
سے شکر کہہ دین کہ اس کو دندانہ ہے میں خائبہ ہو گئیں۔ پہلی ہی لگ
نہیں مرنے شہر میں کہ اس کے ہلان۔ اس کی بوائے کسی کا کام ہوا اب

لگے۔ خیر میرا بھگدڑا ہر گئے میں آگ تو ملگا دے میں جب تک چاول
جستی ہوں۔ دیکھ وہی تو ہے کے کچھ ٹنگ کی ہڈیا کے پاس بھٹکتی
رکھی ہے تھوڑی سی کچھ لپٹ میں سے پیٹیاں پھلا لائیں۔ میں سے
دندانہ میں ان پر ڈال کر آگ ملگا دے میں دانتے چاول بچے لیتے ہیں
ان ہمارے میں کے بھروسے پر وہی ٹوک چکے چاول۔ پچ ہے اپنا کام
دوسرے کے بھروسے پر کبھی نہ چھوڑے۔ خدا نے اچھا ہر دینے ہیں کہ
کام کر دے۔ اسے فو میں ابھی دم بھر میں سب چاول بچے دیتی ہوں۔ اسے
خیر یہ تم آگ ملگا دے ہر کہ بچے کھیل رہے ہیں بھٹکتی نہیں ملتی تو
تھوڑا دیر۔ اس نے یہ بڑی ترقی کھیں کس لئے دی ہیں۔ لپٹا ہوا
ٹھیک ہے خوب یاد آ پائے بھٹکتی مرنے تو کچھ صبح میں نے مرنے کی کھج کر
تھی تو وہ دانتے دانتے اب جان میں گھس گئی۔ چاہو ذرا کھال لا۔

ٹنگ ہے خانا چاولی میں کہ زندہ ہوا میں کیا۔ پوری آگ
کے کان ٹھوٹے۔ اب کبھی تم سے کسی کام کہ نہ کوئی کہ تم یہی گئیں جیسے
گئے ہمارے ہنگ۔ میں نے چاول اتنی ہی دیر میں سب ٹھیک
رکھ دیئے۔ تھوڑے بھروسے پر وہی تو کچھ نہ ہوتا۔ دندانہ میں تو کچھ نہ ہوتا
دال تھیل لپٹا۔ اس جدی سے کھانا۔ مرنے پر پر دیر ہی چلی جاتی ہے
دندانہ کپڑے پس رہے ہیں پوری کاوتہ آگیا کھڑے میں چاول تو خیر چاول

[illegible]

دیکھنے لگیا ہیں کہ تو شہر ہے اور نہ زمین میری چلنے کے پاس
 روشنی نہ ملتی ہے چمن چمن کر رہی ہیں اور چاول پھل میں کھردکھرد
 فصل پھانوں کی طرح لڑ رہے ہیں احمد بھوک کی کڑوری کے بارے
 چاروں شانے بہت چارپائی پر لیٹ گئے اور مزدور کی عاری ہر گئی
 جب صبح آئی کھلی تر چاول تیار تھے مگن میں مگن محسوس آئی اسلئے
 بچہ کو کھلا دیے گئے۔

آج جو تھا احمد نے سب نمازیوں کے سامنے قسم کھائی
 کہ اب کبھی جیسے چاول نہ پکڑاؤں گا۔

مشاعرہ اور جوتا

جوتا پڑا سنہ کی رسم پہلے مسجد کے لئے مخصوص تھی۔ یہ کہ
 جب خاندانوں نے خلیوں و درجہ بندی کا پیش کیا تو یہ رسم مسجد
 سے نکل کر شاہی بیابان کے مرقعوں اور حویلیوں و قلعوں کی محفلوں
 بلکہ ان تمام محفلوں میں جو فرنگی نہیں بلکہ "فرنگی" ہیں
 پھیل گئی۔ یہاں تک کہ ادنیٰ محفل یعنی مشاعرہ میں بھی اس کے
 جراثیم پائے جاسکتے تھے جہاں بہت سے حاضرین محفل نے
 نئے چکدار جوئے بزمین فائیش پہن کر آئے وہاں بہت
 سے حاضرین شرے پر سے ہر سیدہ پاشا عروں کی رہائی
 میں "کنہ سخن" جوئے بزمین تہلہ پہن کر شریف لائے
 اور آغوش صفت میں رونق افزہ ہو گئے۔ اب ان کے

اپنے جوتوں سے، یہی سارے نازکی چٹا

اک بزرگ آتے ہیں سمجھ میں حضرت کی صورت

لیکن مصلوں اور مشاعروں میں تو بے شک جوتے کے سلاطین کی کئی چٹیاں
تو یہ اختیار کیا نہیں کی گئی ہے جو جوتوں کے "ملا حلق" محفوظ کریں
اور نہ جوتوں پر "غیر خودی" رکھی "ہوتا ہے جس سے تبادلو کرنے والے
کو کوئی الجھک پیدا ہو نہ ہو یہ بتاتا ہے کہ ہر وہ جو تاجور مصلیٰ میں دکھایا
ہو اس شخص کو مل سکتا ہے جس میں کچھ جہالت ہو صرف اتنی کہ ایک
مردم جوتے میں ہر ڈالہ سے پھر تروہ اس کا ہے اور اس وقت تک
اس کا ہے کہ جب تک کوئی اس سے غور نہ جوتا نہ چھوٹے۔

انہیں تمام انداز، ان بڑے ہم نے یہ طے کر لیا تھا کہ اپنا اپنے
جوتے کو جوتوں کے گروہ کے لئے اس لئے "تجربہ" جو تاخیر سے گئے تو اس کو
انفرد کے ہوتا شروع کریں گے لیکن ان دونوں اسادوں سے پہلے
ہر چھ مصلیٰ ہائی اسکل کے مشاعرہ میں جانے کا اتفاق کیا اور وہاں
مصلیوں نے جنہیں کے فیض کو آداب مشاعرہ کے خلقت کو کریم نے اپنا
جوتا ہی چھوڑ دیا جہاں اکثر لوگوں کے جوتے دو سو سو جم بیکار گئے ہیں
نتیجہ یہی ہوا کہ مشاعرہ میں چھوٹے اور شعر کا کلام سنے میں جوتے
کو نہ بھڑکا، انفرڈ کرانے کی ایک کیم باس ڈین سے نکل گئی اور ختم

دوق افزود ہر جانے کے بعد ان کا وہ جوتا جو ان کی گھر سے
جہاں تک دیا تھا ان کا نہیں رہا لہذا ان کی نظر انتخاب ہوتے
کے سلاطین میں تشریف فرما ہر جانے کے بعد قطعاً آزاد ہو کر
وہاں ہی رہا اپنے پیر کے غیر کا جو ہتر ہی جوتا ہاں موجود ہوا
جس کسی کا بھی ہر وہ ضابطہ شرق سے چھن سکتے ہیں اور
اس طرح ہر سنے سکتے ہیں گریباں ان ہی کا ہے۔ اب رہا یہ سوال
کہ وہ ہر سیدہ جوتا کیا ہوگا؟ تو اس کے بعد یہ سوال بھی پیدا ہوتا
ہے کہ کتنے جوتے کے مالک کا کیا حشر ہوگا؟ لیکن اگر ان دونوں
سوالوں کو یکجا کر دیا جائے تو دونوں سوال ایک دوسرے کا جواب
ہیں۔ اور اس گھر کا مصلیٰ جوتے ہے۔

قصہ میں جو لکھا ہے کتاب ہے ہر صورت

جوتا نہ سس جہل، جہل نہ سس جوتا

جوتہ تو یہ ہے کہ لوگوں نے اس "تجربہ" کو خود میں کر
کہ جو حضرات خدا کے گھر میں نہ جوتے ہوں وہ مشاعرہ میں یاد دہری
مصلوں کو اس طرح چھوڑ سکتے ہیں۔ سمجھ میں ہے کہ جوتہ خدا بھی
ہوگا۔ اور ہر مصلیٰ حال جوتہ خدا سے تو بھی یہ شر کوئی حضور ہو چکا

مشاعرہ: جب ہم نے اپنے "دفین پان" کی تجویز و معلوم ہوا کہ کوئی شخص صورت بزرگ "اُس کو لے اُسے میں۔" یہی ہم کہ یہ اطمینان ہو گیا۔
 "تاکید جو تا پھر برکتا نہیں۔"

آخر کار: ہم ایک قرارداد "ہو تا جس کو قسم اہل کستا
 چاہئے ہیں کہ اپنے چہرے کو "حاصل مشاعرہ" سمجھتے ہوئے مگر
 پچھ آئے۔

اپنے بیوتہ کم گشت کا لکھا ذکر کریں۔ ۲۰۔ "ہر وہ دل بفرہ و کنا بخنے
 وہاں حضوری ہو جانے گا۔" لیکن یہ جو تا ہم اہل کستا کو مشاعرہ سے ملنے
 یہ اس کا ذکر کرنا انتہائی بے مذاقی ہوگی۔ "ہیں اُس کی اس قدر قریبت
 کافی ہے کہ اگر اس کی تصویر لے کر تا نثر آت اٹھیا میں بھیج دی
 جائے تو لوگ اس کو جوئے کی تصویر نہیں بلکہ دریائے نیل کے
 گورچ کی تصویر سمجھیں وہ اس کا خدو و نہان "نود" اس کا
 "تاریخ" ہر نادرہ اس کی باقی تر چھٹی چہرے کوئی ہمارے
 دل سے پرچے کہ کس قیامت کی ہیں اس کی اصل قدر ایک صدی
 بعد ہر کی جب ماہرین آثار قریبہ اس کی مشاعرہ کا جو تا بیکر کر تاریخی
 اہمیت دیں گے۔

مہمان

مجموعہ دیگر آقا ت ارضی و سماوی کے ایک آفت مہمان بھی ہے جو
 ہندوستان میں ملوٹا اور ہندوستان کے مسلمانوں کے یہاں خصوصاً بالگانی
 طور پر نافذ ہوا کرتی ہے جہاں مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم کو مہمان بُرے کہتے
 ہیں بلکہ مہمانوں سے جان چراتے ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہم ہندوستانی
 مہمانوں کی اصطلاح کے لئے ہر وقت دست و پا ضرور رہتے ہیں کہ
 خداوند کریم ان کو مہمان بناسکھا دے اور اگر ان کو مہمان بنانا نہیں سکتا
 تو کم از کم ان سے وہ اخلاق و برکت اُٹھالی جائے جو مہمانوں کی مخلوقیں
 خراب کرنے کا باعث ہے۔

یہ انسانیت و مہمان پرستی کہ کشت کو ٹھیک سارے سے باز رہے جب
 چھاری و نیا بنجر سوتی ہے یہ مہمان صاحب کسی غریب پر کسی غریب کے

ایک دکان نامانی کی طرح بطور نازل ہوجاتے ہیں کہ وہ دکان کھلوانکی
مداوں سے رہ تو وہ کھلا ہی رہیال بلکہ تمام اس نڈ جاگ اٹھتے ہیں
وہ بچارہ آنگیس غا ہوا ہوا آتا ہے کہ کیا آفت ہے تو یہ وہاں صاحب
سج ایک حد بستر وہاں ایک دھڑنک کے سلام کرتے ہیں نظر آتے ہیں
پچھرتا ہے کہ ایسے ہر تہ پر اُس بچارہ کا کیا حال ہے گا جس کے گھر میں
خود جگہ سے چار پائیاں لیکن وہ اپنی دلی کیفیات کو چھپا کر اپنے چہرے
مداوندانہ کی شان پیدا کرتا ہے خود بے اختیار ہر کر نہایت اخلاق
سے کہتا ہے ۔

افلو کہ عورت بھول گئے۔ آج کہ عروا نہ کلن آیا ہے

وہ آئیں گھر میں بہار سے خدا کی قدرت ہے

کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

وہاں صاحب بچہ اپنی جیسی کائنات دیتے ہوئے نہاتے ہیں۔

اور کھلی ٹھیکہ دانتے ہیں ہی بے غیرت بن کر کھلا دیوہ اڑا تھا

نہ ہاں کا آثر سے گزروں اور تم سے دیوں کہا اچھے تو نہ ہے۔ وہ بچا بچ

کبھی یہ بیڑ سلام کہ وہ دار ہمارا بیٹا کیسا ہے بڑا دل چاہتا تھا اُس

سے ملے کہ اچھا بھائی اس آنگر ملے کو کیا وہ دیں؟ بیڑاں توڑنا لگا دیا

اگر کہ یہ دے کر رخصت کر دیا۔ وہاں صاحب بھی اسی طرح پرکرا رہے تھے

منہ کر رہے تھے لیکن بیڑاں بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس قدر کبھی
ختم کرے گا اور دل سکھان کے بچہ چار پائی اور چلے قیام کی ٹکر ہوگی
بچا دلے کسی بچے کو تخت پر سٹائے گا کسی کو بیڑے کے پاس خود اپنا بستر
کسی جو رکے گا لیکن ملن کے لئے بستر ہی چار پائی کا انتظام کرے گا اور
اس مرحلہ کے بچے ہوجاتے کہ بعد اُس کے وہاں کے کھانا کھانے کی ٹکر ہوگی
یہ ایک بچہ رات کا وقت دیکھتے اور وہاں کو کھانا کھانے کی ٹکر ہوگی
فرمایا ہے لیکن وہ انتظام کرے گا اور وہاں صاحب بھی ایسے ہیں کہ اسی
وقت حضرت نذال بڑا اُس کے کھانے فریو سے فراغت کے بعد وہاں
صاحب تو چار پائی بڑا وہاں ہوجائیں گے لیکن بیڑاں اب بھی انکے قریب
بچہ سو رہا وہاں حرکت باتیں کرے گا کبھی باپ کا پچھے گا کبھی مٹا کر
کبھی کبھی گھبرا کر یہ بھی ہو جائے گا کہ بھائی کوئی تکلیف نہیں ہے یہ
خانہ بہ تکلف ہے خواہ کسے تکلیف نہ تھا ۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ حرکت ہی وہاں صاحب سے غریب نہاتانی
بیڑاں کے ساتھ ہی ہے کہ کسی آنگر کے ساتھ کرتے تو رخصت آجاتا دل
مات کو ریشٹن سے کسی آنگر کے گھر بچانے کی عزت ہی نہ ہوتی ہو اگر ایسا
ہی دانت خواب ہوجاتا اُس بیڑی طرح اس کے بچے سے کھانے چاہے کہ شاید
بھول کر کبھی کے وہاں نہینت اگر بڑوں پر وہاں والی آفت اولی قناتولی

نے میری لچک سڑاٹے میں لھرنا نسبت اس زمانہ بنے گئے تھے
 مجھ سلام کرتا ہے اور میں آپ سے رخصت ہونا چاہوں !
 اب بتائیے کہ اس خط کو پڑھ کر تم پر کیا ہونے والا ہے اور وہاں جاکر
 سے قویہ نہ کر لیں تو کیا کریں بلکہ ہماری تو یہی رائے ہے کہ کوئی سے
 سماں اور سیرانی دونوں کو جلد تر، ٹھکانا جاتا ہے اور ہر طرف کو
 آبار ہونا چاہئے ۔

سودیشی سے بریشی

یا قشقت ہند ہر ناہند وستانوں کی فطرت میں داخل ہے یا
 مرنہا کھاس قسم کے واقعہ ہے جس کو کاکہ سمجھاتے رہے خوشامد میں کہیں اور
 بقول بیچانی اجا کے لکچر پائے کہ کچھ سیاں اور چاہے جو کچھ کہہ کر گزرا
 کے لئے پڑھنا لکھنا نہ چھوڑا، اگر اس سال نیو یارک ہو گئے تو آئندہ سال
 پاس ہو جاؤ گے پڑھ کر کہ چاہے بیٹہ نہ پڑھنا چاہے جیل جانا تم کو اختیار ہے
 لیکن اگر جانوں کا ٹھکانا جیل میں بھی نہیں ہے تمہارے ایسے حدود
 استغناء کے افراد ملک کو کھانے کا زاد کرنے کے اور کچھ خشکات میں
 بٹا کر نہ کھانے کے لئے رہے تم غیر لکچر پڑھنے چاہے کہ پڑھ کر
 اپنے کو قوی بناد رکھنے مگر چاہت اسکل تو کیا اور دست میں خانا چلے جاؤ
 لیکن وہ کہ جہاں اور ایک دایرہ میں پڑھ کر کوئی حیثیت اگر اس میں نہ ہوگی

لیکن چار ایکچا نا یکچا نا بالکل ایسا ہی بڑھا گیا جیسے کتے میں بھجایا
 جاوے ہے اور سب کو تے تھے لیکن جگہ غرض بننے لگی ہم پر قوی
 اور اپنی طرح دکھائی جو قوت بنا نا چاہتے تھے اور وہ ہادی کو مات کو جواب
 دیا نہ دیتے تھے اور اگر دیا بھی تو قدر پر نہ تھا جیسا کہ وہ دماغ میں تخطا ہی
 اس طرح غرض دی گئی ہے کہ کم از کمادی کا خیال بھی نہیں داکھتے ہشتاد
 ہاد ہے اور ہاس کے ہیں کہ اس کے اندر کہ انہیں گے اور آزاد نہیں گے ؟
 ہم نے وہ کہہ دیا کہ وہ بیکر بھائی ہندوستان کی آزادی ہم کو بھی دیجی
 معلوم ہوتی ہے ہم خود بھی آزاد بننا چاہتے ہیں لیکن ہم کہ معلوم ہے کہ
 ہم قوی رہنا نہیں ہیں سکتے ہمارے نہیں گے تو نا ہی ثابت ہوں گے
 اور ہماری نااہلی سے ان لوگوں کی خواست پر بڑا اثر ہے گا جو کامیابی
 کے ساتھ اس مقصد میں سامی ہیں ہم کو اپنے فرائض دیکھنا ہیں اور
 ان کو ہمارا تاپ ہم تسلیم حاصل کر رہے ہیں صرف اپنے لئے نہ کسی
 دوسرے کے لئے ہماری تسلیم سے ہم کو اور ہمارے ملک کو نا وہ
 ہونے لگا اور امن ہے کہ ہم تسلیم ہانے ہونے کی صورت میں موجود صورت
 زیادہ مفید نہ ہو سکیں لیکن ہماری اس کو اس پر مرزائے کئی تھے
 شکی انداز کا ایک دن ہندوستان "انقلاب زندہ باد" کہتے ہوں
 اور جتنے اللہ دیکھتا ہے ہمارا گاتے ہونے سکول سے نکلے ہی آئے ۔

اسکول چھوڑنے پر گھر کے ٹکسے وٹھروں نے مخالفت کی اور
 ہماری طرح کے بہت سے اجا بنے بھجایا اگر وہ اگر یہ طے ہو کر چلے
 تھے کہ آئندہ سال کا لکھیں کا صدہ سبب بھی ہو کہ طلبہ اور ہر تہ پر
 بنے تھے غرض ہم نے سب کے مخالفت کی کہ آؤ میں خود بخود وہ جانیں گی
 انہیں کے فیصلہ کے آگے کسی کی دخل اور انہوں نے ایک علی رہنما کی
 اس ناگہی شریعہ کو دی کہ اس پہلوں خیر و انہیں پر یہاں نہیں ہاجاے
 ایک ایک کر کے دروازہ کھول دینے گئے اور شہر بھر میں جو سب سے
 وہ اندر وہ تیار ہو سکا کہ کان پیجاہ اور وہی ہستی کی گئی بھلے
 وہ کے وہی ہادی نے انہیں پہلی خبر دی گئی جو انہیں جلاوت بنا کر تے
 میں وہ سب وہ صبرنا کے ہندو معلوم ہونے گئے لیکن ان کی شدت
 ہندی کے نزدیک یہ انقلاب دیا کہ بھی نہ تھا وہ تو چاہتے تھے کہ
 جب انہیں پر حملہ ہوا اور انہیں آسمان کے نیچے رہتے ہیں یہ سب کہہ کر
 ہوجائیں مگر ان کا یہ جیتا نہ تھا دیکھنا بھی شروع کر دیتے اسنے
 کہ ان کے اتصال کی ہرج صرف سو فیصد ہی نہیں بلکہ کہہ کر دیا چاہئے
 تھی کہ ان تو شک چاند کی اور دیگر غیرہ ملک تو ان کی مضائقہ تھا
 لیکن جینک کے بیش مدت ان کے لکھتے ہوں سے کہ کہ ہاں پھنکے ہوتے
 ملک اور جاتے نماز کے لیکار یہی ہر حق ملک سب کہہ کر ہی کھنڈہ غرا ہاتھا

۱۔ بخانہ کو غور توں کی میں ملک سے منتظر تھے وہ تو یہ کہنے کو چکے
 ۲۔ مرحوم کی تھی اگر کسی "دو جہانی" نے اس طرح شادی میں رکاوٹ
 ۳۔ اہل حق تو مرزا اس کی مراد پانی جانی ایک کر دیتے باوجود جتنا ہونا ہی
 ۴۔ ہر جتنے ایک مہر سے جو نہ کے ساتھ کیا کر سکتے تھے ہر حال یہ تو طے تھا کہ خدا
 ۵۔ کے جہاں پر وہ ضرور دلیس گئے پھر نہ جہاں تھا اب یہ حال تھا کہ شادی
 ۶۔ کے نام سے ان کو بخش کا اور انھوں نے اس طرح جلد جلد بدنام شروع
 ۷۔ کرتے تھے مگر ایسی ذہن تو اگر شکست ہمارے کو بڑھانے کے لئے ہے۔
 ۸۔ بہت صلیب پر تھی کہ اسے تبدیل کرنے شادی کے معاملہ میں بھی جہاد انتخاب
 ۹۔ مال دیا تھا اب وہ ایک رتی شرم ایک شہلا کر زان مسخر شرم میں بیٹھی جراتی
 ۱۰۔ میں نے تیری کو اپنی رفیقہ میاں بنا لیا تھا اپنی رفیقہ جہاں کی خدا دے بھی
 ۱۱۔ بنانا نہیں چاہتے تھے اس کا سر نہ تو ہر حال ان کی نظروں میں ہلکا ہوا
 ۱۲۔ اور وہ کہتے تھے کہ کاش یہ بچہ اس وقت ہر تھی اس کے سبزی پر شرم کی طرح
 ۱۳۔ ملائم حال ہی میں کہ اپنے دلچسپ تھے غائبانہ چاہتے سوں گے کو سوت کی
 ۱۴۔ طرح سوتے بال ہر سنے اصلے کو میں باتوں میں پریشیت پر یاد بیشت کی
 ۱۵۔ بولگی پانی جہاں اس سے ان کو تنفر ہو گیا تھا خواہ وہ ان کی ہوسنے والی
 ۱۶۔ بری کا حسن ہی کیوں نہ ہو اس قسم کی شدت ہندی نہیں رہتی بلکہ اسکی تو
 ۱۷۔ ایک طوفانی کیفیت ہوتی ہے کہ انھوں نے اسکی صورت میں نفی و کفر کی شکل میں

اس کا اہل چاہی بہت ہند اور بالکل مدد جی میں اس حالت ہر تھی چکے
 شادی کے وقت عزیز ہوں نے اسے اسے اسے جوش میں کیا پتے گھر میں کہ دیا
 کہ میں تجھ سے بہت دور ہوں اس کا کہہ گویں کسی کو مرزا کے سونگار
 کی قوت نہ تھی لیکن یہ تھا کہ اس میں رنجیب بھی نہ ہو اس نے کہ تمام گھر کی
 سونہری لادیں اور دیکھ کر ان کے دل کی عزت سے دل میں ہر چکا تھا۔ یہ بھی
 شادی کا معاملہ دیا تھا کہ چاہتا تھا اس کے بچے انھوں کے طوطے اڑ گئے
 اسنے اگر حمید بھی کوئی غیر تھی مگر اسے اتنی حق پہنچا نہ ہو تھی۔ اس انکار سے
 دل تو اس کی مرزا کی دوسرے جو مرزا کے والد مقرر ہو یہ کہ مرزا تھا کہ
 مرزا کی شہ محبت سے کہ وہ مرضی کے ساتھ تالیب جہاں سے مدد پر یہ حمید کہ دنیا
 ہر سنے وہ جہاں نے مرضی سے مرزا کو گھبرا دیا وہ شادی میں غصہ کیا تھا ہر
 یہ حال خود کہ سے نکلنے کی دھمکی دی گھر سے نکالنے کی کیا صورت نہ
 دیکھنے کے طرز میں ہر مزم کا اعلان فرمایا اعلان کر دینے کے علاوہ کا خدا
 کیا لیکن مرزا نے ہر بات کا جواب سے سکوت کے ساتھ دیا جس میں اگر مرزا
 چلا گیا ہی والی گایاں دیا کہتے ہیں جہاں اللہ ہوا تو اپنے مرزا خواہ
 مرزا نظر ہر طرح سے خود دھکا چکے تو والدہ مرزا سے غیبت کلت جیگا کہ کہ
 مرزا کو اگر اتھارنے کے دو وہ نہ بچنے کا اپنی شرم سے کہ اپنے مرزا کا ہر
 انگیز بیان اور ایک تھا کہنے ہر سنے ہر میں جہاں کا اور دیکھنے ڈاکر کہ

بچہ سر کی قسم دے سکر نہ وہاں باپ کے احسانات سے جسکے دل میں
 برہمگئی کے موضوع پر ایک دھڑلانا قہر کہ حکم دیا استدعا کی کہ کہ
 اور ہاتھ جوڑ کے کہ اگر بیٹا ایسا غضب میں نہ کرنا تھے اس باپ کی تکلیف
 صورت دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔ لیکن ہمارے زکیم اب ایسا دھنسا
 جس کو بہتر شاہ دیکھا کیلئے نہ چیکریں سے تو فکر خدایں کیا جاتا۔ وہ بشر
 کی طرح مخالفت کے طریقان کا اختیار نہ تھا۔ اور ہر صیبت کے جھیلے رہا اور

موت کا کہ الہ ہمارے ہوتے قابل تھے کہ ہم کو اپنے استاد میں پرنا
 کر چہ نا ایسا آنا ہے جیسے ہندو ملانہند کا خادوں سے بچنا ہے چنانچہ
 ان کے نہ دیکھنا کا صورت پہ علاج ہو گیا تھا کہ ہر میں ان سے کہہ کر نہ جانا
 چنانچہ زکیم کو اپنے آباہ کی گیا کہ مرزا کو ہمارے مرزا میں عادی نہ ہم یہ جانتے تھے
 کہ مرزا کو جس مرض کا اور وہ تھا ہے اس کا علاج تو ملنا کا نہ جس کے
 پاس بھی نہیں ہے۔ لیکن ان کے والد کے حکم کی تعمیل ضروری تھی اور ایسا
 صورت میں جبکہ وہ اپنی تمام پردہ کی طاقتوں کا استعمال کر چکے کے بعد
 ہماری طرف ادوا طلب نظروں سے دیکھ رہے ہوں چنانچہ مرزا کو
 الفاظ پر اس طرف قرار دے ہوئے جیسے شہزادہ سے میں خبر کئے تھے
 مرزا کے پاس ہو چکے اور ہر دینی تحریک کے فوائد ہلاک میں نہ

کہ مرزا کی باپ میں ملے۔ یہ رنگ ہادی نہ امت معقول ہی قابلیت نہیں
 اور دشمن و دشمن کی ترغیبیں کرتے رہے جب ہم نے یہ دیکھا کہ اب مرزا
 خوش ہیں اور اُمید ہے کہ مرزا بھی مراد ملے تو ہم نے بہت کر کے کہی۔
 "اس سے پار کیا نصرت ہے تمہاری شادی کا؟"

کہنے لگے: "ہماری شادی کا؟"

ہم نے کہا: "ہاں تمہاری شادی کا کتنا ہے کہ تم کو کہہ پس رہی ہے؟
 کہنے لگے: "بھائی تم خود مجھ کو ہر وقت میری عظمت کا حال دے رہی کیا
 ہے تم خود بتاؤ کہ میں لڑکی سے میری شادی ملے ہوئی ہے اس سے
 بیزنہاؤ کیسے ہوگا؟"

ہم نے کہا: "یہ تو صیح ہے مگر کیوں؟"

کہنے لگے: "ہوئی یہ تو رتی سی بات ہے کہ میری قوم کا خدام بننے کے
 بعد وہی کا خدام بننے کے قابل نہیں رہا۔"

ہم نے کہا: "یہ کیا؟"

کہنے لگے: "اس کا مطلب یہ ہے کہ میری دلاس لڑکی کی معاشرت
 میری طرف سے ہو نہ دستانہ نہ لڑکیوں کی معاشرت میں نہ ہو۔
 ہم نے کہا تھا "ما طلب یہ ہے کہ وہ اگر خدیجہ بنتی ہے اور تم نے
 بدعہا صحت دیا۔ تم گاہ حال اور کھتہ پڑھتے ہو اور وہ۔۔۔"

بلکہ اس سے بھی زیادہ جو ہم کو میں تیار ہوں گا۔

یہی کہ میں جانتا تھا کہ میں اپنی سنانی کی وجہ سے اور دوسری یا سنانی کی طرف
کی بہر حال دوسری کو انصاف نصیب تھا کہ میں اپنی کامیابی پر خوش ہوتا تھا
مرزا کے والد کے پاس پہنچا اور ان کو یہ خبر دے دیا۔ وہ سنتے ہی میری طرف
بڑھے۔ میں بھی کہہ دیا تھا کہ گداری سے بچو کہ میرے خدا سے بڑھ کر کچھ
میں نہ دیکھے۔ سن گیا لیکن انہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ میرا
تقریباً کشتہ ہے۔ مگر میں نہیں ہرگز میری عمر مرزا کی دس سو دو سال بھی دور
خاندان میں ہاں سفر کرنا اس وقت ہم ہی ہم تھے۔ بہر حال سے مرزا کے
نوکران چاکر و ناماؤں ملازماؤں عزیزوں رشتہ داروں کے گلن
ہنری ہی طرف اٹھنا ہی نہیں بلکہ ہم کو اس کامیابی پر ہرگز ہرگز ہرگز
گو یا خود ہماری شادی ہے۔ مرزا کو خیر جواب دے دیا۔ ہمیں لگے دیکھو بھلا
لیکن اس وقت تو ہم کو یہ دور جو حاصل تھا۔

مرزا کی شادی کا تمام سامان پہلے ہی سے تیار تھا۔ اس مرزا کے
بہن لگنے کی وجہ تھی جس کے بعد وہ مدت بعد تقسیم ہونا شروع ہو گئے
اور آخر مرحلہ میں ملے پایا جس کی اہمیت کہ دیکھنے پر ہمارے
خدا کے حاصل کی گئی تھی۔ مرزا کو دیکھنا ہے مگر کھتہ ہوش جمیلہ دامن ہرگز
بہریش دامن۔ لیکن مرزا کا تعلق اہل عزت و نام نہاد اس لئے کہ وہ بکے ہوتے

تھے کہ یہ کافر سلطان ہو کر رہے گا۔ چنانچہ ہمیں خوش شادی کے تمام کام
ہر سے ہوئے۔ دامن نصیب ہو کر آگئی اور مرزا کے مکان سے رفتہ رفتہ
شادی کی انعامات دوسرے گھس چکے تھے۔ ہر مئی چاہے ہر سے اور
آخر کار مرزا کا مکان ہمارے سے خالی ہو گیا۔ اس کے علاوہ کہ چلے مرزا
مردانہ مکان میں رہتے تھے۔ اس زمانے کے مکان میں رہنے لگے ادبائی
حالات پرستوں سابق ہو گئے۔

مرزا کے حلق آواز اور توجہ و ہرگز غیر مطمئن نہیں ہے اس کے
علاوہ وہ کچھ نہ کہنے اور نہ ہم نے پرچھا۔ اس لئے کہ ہمدی حیرت ایک خاص
مشق کی تھی۔ لہذا ہمارا خود سے حوالہ کرنا ہمارے پانچ بیٹوں کے خطوط
تھا لیکن ہمارا دل ضرور چاہتا تھا کہ ہریش دامن کے اس سوشل دو لہا
سے پرچھیں۔ تو کہیں گندہ رہی ہے؟ لیکن ہم ستر تھے کہ حضرت خود
کہہ فرمائیں آخر انہوں نے خود ایک دہی فرمایا۔

بھائی ہمدی پر ہی تو یہی شخصیت ہو سکتی ہے لیکن ایسا اس کی
ذہنیت کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

ہم نے کہا۔ تو پھر تبدیل کر ڈالو۔

کہنے لگے۔ "خدا صبر کرو۔ رفتہ رفتہ سب ہو جائے گا۔" لیکن گارڈ
کی ہر مئی سے کیا ہو جاتی ہے۔

ہم نے کہا: بات تو سچ کہ تم سے پہلے تمہاری بڑی عمر جانتے تھے۔
 لیکن اتنا سن..... مگر نہیں یاد تھا کہ اس نے اگر
 میں اس کو ڈانٹا تو بھگتا ہوا تھا۔
 ہم نے کہا: یہ تو کیا ہے کہ تم نے اسے قربانی عورت نہیں کر سکتی؟
 لیکن اس نے یہ ترقی نہیں کر سکی۔ وہ اسے بیکر نہیں دیا۔ وہ بیکر
 نہیں دیا۔ ہم نے یہ سب اس کے لئے دیکھا تھا کہ وہ دھڑکیا کرتا تھا۔
 ہم نے کہا: وہ حضرت داؤدؑ اور اس کے بھائی کا بیٹا آپ نے جو کہ
 خدا سے لیا تھا۔ آپ تو ہم کو دوست۔
 کہنے لگے: بھائی تو خدا کو کیا کرو۔ وہ تو اس میں نہیں سمجھ میں
 نہ کہ کیا کرنا ہو۔ لیکن..... لیکن..... لیکن.....
 ہم نے کہا: خبر معلوم ہو گیا کہ آپ بڑی قوم کو اس نے اپنے بھائی
 اچھا کر دیا۔ وہ اسے کھڑے سے باغوش کر نہیں دیا۔
 لیکن..... وہ تو فریسیوں کی طرح ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ اسے ایک
 رشتہ ہی جو اسے تاکہ اسے ان کی کھانی سکون سبیلو یا مسلمانانہ فریاد
 سے آئے۔ وہ ایک سوٹ پہنے ہوئے شخص کو اپنے سر پہائیں۔
 پچھنے کی حالت میں ان کو دیکھیں۔ پیش ہو گیا۔ بھائی بات اس کی ہے
 تو وہ..... وہ جو کہ اسے ہمارے خدا کوئی کام اس کی دیکھ رہا ہے۔

ہمارے کھڑے ہو کر کہ تم کو سزا دے گی کہ اسے سب تو یہی سمجھیں گے کہ
 ہمارا کئی بھائی ہو رہا ہے۔
 ہم نے کہا: یہ تو ہمارے خدا سے ہوا۔ اس وقت کھڑے ہونا ہی ایک قسم کی
 عیاشی ہے جس کو بڑا ہی بے شمار ہوا کھڑے ہیں۔ وہ سوٹ پہنے ہوئے
 اس سے زیادہ قیمتی سوٹ پہنے ہوئے۔ وہ سوٹ پہنے ہوئے لیکن
 ہمارا کھڑے کا حق ہے۔ وہ ہمارے کھڑے کا حق نہیں دیتا۔
 کہنے لگے: مگر بھائی تو ہمیں..... ہمیں..... ہمیں.....
 باتیں نہیں آ سکتیں۔
 ہم نے کہا: تو بھلا کیا وہ سوٹ بڑا تو وقت پر کام آئے۔ جس میں ملے
 ہم نے ایک آدھ کھڑے کی شیرانی۔ کہ چھوڑی ہے۔
 کہنے لگے: ناں بھائی۔ ناں ہی اسے گاسکے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس چیز
 کو اٹھ لگائی۔ اس کو ہمارا کھڑا تھا۔
 ہمارے کھڑے کرنے کے بعد اس کا اعزاز تو ہم کو بھی گیا تھا کہ
 اسے بڑا ہو رہا تھا۔ اس میں لیکن ہم کو کیا لگی کہ اس دور میں
 کوئی نئی جلد نہ کی۔ اس کی پینڈے کا کچھ سننے کا ہرگز کہ اتنا ہوا تو بے گن
 ہے کہ اس نے دل چاہے اس نے گینڈہ۔ تو پینڈہ ہم ایسے غریب تھے۔
 ان کے اوپر وہ کسی سیدیاں پیدا کر رہے تھے۔ ہم اسے صرف آتے

نے کہیں حضرت کا تو پیر کا کہ برسات پہنچے حرام تھی غسل ہو گئی ہے
 یا تو یہ امید تھی کہ یہ ذات شریف اس غریب لڑکی کو نبی جس کے کھانے
 پہنچنے کے دن میرا اپنی طرح کھانہ پر بخش دیا ہو گا۔ اور اگر یادہ پیش
 آگیا تو کی یہ پیش ہوگی میری کہ اتنا ہم چیز تہ آتش کو دیا جائے گا۔
 لیکن وہاں تو دنیا ہی دلی گئی، دبا تیرا اس نئی فوجی دامن نے کیس تو
 میاں صاحب کی تمام "سردینیت" رو چل کر گئی۔ بڑے بڑے دھبے
 تھے بڑے خدوے پڑے تھے اپنے غلام پر بہت ناز تھا "باب" چمک کر نہ
 سینے تھے، باب یہ حال ہے کہ اگر بایو ہی نے کوئی جادو کر دیا۔ اگر بایو
 بگلاں ہوتی اور پھر ناز ناز ہوتا تو غیر کہانی تعجب نہ تھا اس لئے کہ وہاں
 کی اور نہیں آدھریل کو بیل بنا دینا پائیں اچھا کا کھیل کھیت نہیں سیکھ
 یہاں تو نہ کوئی جادو تھا نہ سحر، نہ نئی سیدھے سادے اٹھنا سے مرنا کہ
 ایسا مجبور کیا گیا تھا اگر کوئی شے سے یاد دیا ہو۔

مرزا کی جدی تبدیلی کے ہم شکر و ضرور تھا۔ لیکن یہ امید ہم کو
 بھی نہ تھی کہ وہ ایک دن پانچے کا پتے ہمارے پاس آئے اور پھر
 ہر نئی باتوں کے۔ بیان کہنے لگے۔

اور سے میاں اپنا وہ سرخ دھوا سوٹ اور کار چمکائی سو ڈال
 اور ناسٹ کپ جلدی سے دوے خود۔

ہم نے کہا: "اچھا اچھی اور۔ کیوں غیریت تو ہے؟"

کہنے لگے: "آج تھاری بھاری راج کے اسکول میں جلسہ ہے جس میں میری
 دو بہنیں لاؤٹائی ہانڈا جھاڑوں اور کتا جھاڑوں پر سبز
 ہلکی ہاں تو وہاں میری دو بہنیں اور میرے سوٹ
 سب مل چکے۔ نئے اچھے تیار خیر ہر شے لگا دیا اور آقا سوٹ
 پہن رہا ہوں رار سے یاد نہیں تھی تو وہ وہاں اس کا اچھی
 کیجئے دیتا ہوں۔"

تھوڑی دیر میں چارے کھڑے پرش شریاں مرزا ہی بائیں
 سولانا مرزا صاحب ایک باقاعدہ جیشیلین نظر آنے لگے۔ ہم کو خیر اس
 انقلاب پر حیرت ہو رہی تھی لیکن مرزا نے آئینہ دیکھ کر کہا کہ دیا۔
 فرماتے تھے۔

"بڑا خوش معلوم ہوتا سوٹ میں ہیں کچھ اٹھا کر اتنے دنوں
 کے بعد بڑا لگے گا۔"

فرض اخلاق کے علاوہ صحت گو اور سچا بھی سمجھنے لگے کیا ہماری کھینچ میں
 صنادید چھپا ہے۔ آخر کار پورہ دم کریم نے گوشہ فیض کی تھالی ہے دانے نعمت
 کو اس میں بھی تاکالی ہوئی دودھ سے نہ بھرا کر گھریں بیٹھے تھے کہ ابھی سا بیٹھے
 اپنے نہنگی کو اس اور بھرتے اعات ہے ہمارے دماغ کو تھوڑا آگرو یا
 بریل کے لئے نوزوں کو دیا اور ہم کچھ ڈانگھر سے باہر نکلے باہر آنا تھا کہ
 بھر ہماری فرض اخلاق اپنی بیباک شکل لئے ہم کو نظر آئی اور ہم کا لب
 گئے بات اصل میں یہ ہے کہ فرض اخلاق ایک ترکلا ہر انسانی ہے لیکن جب
 ص سے بڑھ جاتے بلانے نامانی ہونے میں ذرا بھی شک نہیں رہتا اور اگر
 اس سے اخلاق کریں باند کریں لیکن یہ جہاں ذاتی تجربہ ہے کہ اگر ہماری طرح
 کسی کا اخلاق دیکھ کر کھڑا نہ خواست اس کا دائرہ وسیع بھی وسیع کر دے
 تو اس شخص کا بار کچھ بڑھے کی دہن ہوتی ہے یا تھوڑے ہی دنوں میں مبالغہ خور
 ہو جاتا ہے اور اگر اتفاق سے وہ شخص غیرت دار ہو تو خود کشی کر کے مر
 جاتا ہے۔ اگرچہ اس کو کیا کریں کہ ہم کو ان کی بیخود باقوں میں سے ایک
 کوئی بات نہیں ہوتی۔ درجین مرتبہ اس کے 'میں جیسے بڑے کا تجربہ
 لوانی کو کچھ بھڑکے باطل صحت بھی غیر تو نکلتا نہیں مصروف فکر کہ جو
 بہت کوشش کے ساتھ کھٹکھٹا کر نکالا جاتا ہے احتیاج کیا اگر وہ کے جراثیم
 نہ نکلے تو شک ہے اسے فرض اخلاق کے اندر کسی قسم کی جہادی نظا ہر سید نہیں

دوست

گفتی کی بھی شہدہ تھیں ہوتی ہیں دوست بھی مختلف قسم کے
 ہوتے ہیں گھڑا آتے نیک ہے۔ کہ کوئی یہ نہ آتا کہ تم کو قسم کے سمجھتے ہیں۔
 چہ حال ہیں ضرور۔ اور یہ بھی ہے کہ کسی سخت ملک قسم کے سمجھتے ہیں
 چارے خیال میں رہتے ہیں اور غلطی نہ کہ قسم قسم کی فرض اخلاق ہے اور بعض
 سے اپنے خاندان میں صحت ہم ہیں فرض اخلاق ہیں یہ ہر فرض اخلاق ہوتا
 ہمارے واسطے ملا سنا جان ہے جس سے وفات تو اس فرض اخلاق سے
 شاک اگر خود کشی کر لینے کو دل چاہتا ہے۔ مگر یہ سوچ کر کہ یہ بھی ایک قسم کا
 ایشاد اور فرض اخلاق ہو گی پہنچ ہو جاتا ہے میں خود گاہ ہے کہ ہم نے خود
 یہ بھی فرض اخلاق کہ کچھ کسی طرح بہت بہ اخلاق ہر دماغ اور ص سے زیادہ
 فکر سے آدمی ہو جائیں۔ لیکن جیسے کہی ہے اس میں کا نتیجہ دیکھ کر لوگ ہم کو

ہوئی اب وہ دوا داغ کا سوال ہمارے خیال میں چار دوا داغ بھی تک
 صبح ہے ورنہ ہمارے تمام دوست بروکج ہمارے خوش خلق اور
 عزت کی قربت کرتے ہیں ایک ایک ذمہ دار کرام کو کہہ کر چکے جاتے
 لیکن دوا داغ کی غرائی غایب شروع ہے اس لئے کہ ہمارے چار دوست ہیں
 الامان وہ محفوظ چار دوست ہیں چار مینی ایک و تین چار ان چاروں
 سے جب ہم حضور حضور ملے ہیں تو ہمارے کیفیت ہر مرتبہ ہوتی ہے
 مشافرت سے جب کہیں ملاکت ہوتی ہے تو ہمارے دل چاہتا ہے کہ کثرت سے ملاؤ کہ
 ہواگ جائیں۔ دوا داغ کی آجاتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے گناہوں کی
 سزا ہم کو دیا ہی نہیں گئی ہے اب خدا کے یہاں کا جھگڑا ہوا نہیں دوا
 غفر ہے کہی ذخیرہ ہوجاتی ہے تو تمہاری دیکھ جھوٹا ہوا کہ ہر پریشانی کی
 کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور خدا خدا مستور ہے کہ ہمیں سے خلافت
 ہوجاتی تو ہم سمجھتے ہیں کہ گوا دیا ہی نہیں ہیں بلکہ دوا داغ کے دوا داغ
 کے سامنے کھڑے کا پ رہے ہیں۔ مگر غلط ہے کہ ان چاروں ملاقاتوں
 میں ہمارے خوش خلقان کا مستقل مزاج ہوتا ہمارے دوستوں کی عادتوں کا
 بہت افزائی کر دیتا ہے۔ ہوتا ہے کہ جب ملازم ہم کو ضرورت پتا ہے کہ
 خدا صاحب تشریف لائے ہیں تو ہم دل ہی میں آئے والے صاحب کعبہ
 گاہیاں دیتے ہیں ان کے کرنے کی اگر کوئی دیکھ لیتا ہے۔ اور میری ہوتی

چال سے بالفاظ سے اتر کر اپنے ڈانگ دم میں آتے ہیں چال آتے
 ہوا ہمارے بولوں میں کہ کھنڈ شروع ہوجاتا ہے اور ننھے بھول جاتے
 ہوا ہمارے ہر شہرہ ہر دوستوں میں تقسیم ہوکر آتے ہیں وہ کہہ جاتے
 کچھ جاتے ہیں اور آتے ہیں کچھ کہہ جاتے گویا اس طرح ہم ہر دوستی ہم کی
 کیفیت پیدا کرتے ہیں اور جیسے ہی تشریف لائے والے صاحب کا سامنا
 ہوتا ہے بہت تپاک سے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

اور سے بھائی آتی ہیں کہ چاروں کے دل کا سامنے بھول گئے
 ج۔ آکھیں تو میں نہیں ترسے دوا داغ کے ذریعہ وغیرہ مگر ان کہتوں
 کہ ہم چاروں کس طرح دکھائیں کہ ہم کہہ رہے ہیں اس سے ہمارے
 دل کی کیفیت بالکل متغیر ہے اور چاروں دل ہی کہہ رہے کہ یہ کیفیت
 اس وقت کہانہ امرا خدا اس سے کہہ ہم اس ترسے میں غم کہہ رہے تھے
 جس سے ہند کا چرخہ مصروف ذہن میں آیا ہی تھا کہ آپ نے اگر سب
 متیاناس کو دیا۔ دل کی کیفیت خدا کو کہہ بھی ہو مگر چہرے پر بخود کھلا
 اور خوش خلقان کی تمام شانیں موجود ہیں اس انداز کی کیفیت
 کا نتیجہ ہوتا ہے کہ دوا داغ سر اور اختلاف شروع ہوجاتا ہے اور
 صورت ہی نہیں بلکہ اس اختلاف کی شکست شروع ہوجاتی ہے کہ یہ حضرت
 کب تشریف لے جائیں گے۔

برصوں دات کو وہ ہارو کے ایک خطر کی کھینچ رہے تھے جب
 بارہویکے وہ تشریف لے گئے تو ہم ہارے ٹھکے بستر پر آئے گران کے
 پیدا کئے ہوئے دورہ سوئے سوئے دیا۔ اسلام نہیں کس وقت آنکھ
 لگ گئی، آنکھ لگے ہی خوفناک دردوں کے خواب دیکھنا شروع
 کر دینے لگا۔ سونے میں بھی خون خشک ہوتا رہا۔ مشکل دور گھٹنے اس
 کیفیت میں گذرے ہوں گے کہ بری صاحب کی تخت جلیجینی ان کی
 بہت شوق سے ہالی ہوئی تو اس نے ہار میں چٹا شروع کر دیا۔ اسلام نہیں
 اس کی کو اس کی طبیعت آتا ہے سوئے کھینچے ہی ہم کو جبکہ شروع
 کر دیتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر میں اس کے چائے کی پیدائش کی پیدائش
 ہمارا مناسبتہ دھات کر کے کہ پھر نہ دھات کے ضرورت نہ رہے
 غرض کہ ہم بیدار ہو گئے چالی دور "تیرنگ خیال میدان فر" کے لئے
 افادہ لکھنے لگے۔ شکل چرمات مہر کی برنگی کہ کان کے پائے
 "جناب شرکت صاحب کی گرہنی ہوئی آواز سے ہن گئے ہی جیلا یا
 کہ اپنی بوٹیاں چنے و انٹری سے فرج ڈالیں۔ گر کیا کرتے آخر نشہ کھ
 میں گئے۔ وہ کھینچے کیا ہیں کہ جناب مرزا صاحب تشریف فرما ہیں۔ ہم نے
 عادت کے موافق آداب تعلیمات اور خوش آمد کی ہر چھاد شروع کر دی
 مگر نہ معلوم ہوا تھا کہ کس مرزا صاحب نے اگر باتیں شروع کر دی تھ

کل ہی ختم ہو گئی۔ ان حضرات کی باتوں کا سلسلہ جس قدر وسیع ہوتا ہے
 اسی قدر اصل اور سچ ہوتا ہے۔ اگر لکھنے سے شروع کریں گے تو
 بلا سہارا ہیں جاپان امریکہ افریقہ غرض کہ تمام دنیا میں گھر پر کر لیں
 چلے گا تو اسان تک پہنچ جائیں گے اور ان کی گفتگو میں مستند اور
 خبر کا کس پتہ نہ چلے گا۔ غرض کہ ہم مرزا صاحب کے پاس بیٹھ گئے
 اور دات کھانے کا وقت اس نے گویا کتابی ہم پر دم فرمایا۔ بسک
 پکے۔ چاہے ہی ہوتا ہے ہر وقت کا کھا ہوتا ہے۔ "فرما لے گئے۔
 "بھائی شرکت کونام ہے لی کر تمام گفت و دورہ جاتی ہے نہ
 انسان بھی کس قدر خوش قسمت ہے جس کو تم سے دوستی میں۔ ہنتم
 ہر صفت سر صحت ہر انسان میں مگر وہ صفات نہیں ہیں جو تم میں ہیں
 تو پھر اس کا انسان ہونا یا جیرو ہونا یا کھل کیساں ہے۔ ایک تم ہر دو ایک
 تم ہر دو ایک۔ وہ باتیں زمین و آسمان کا فرق ہے اور دوا پر کیا مضمون
 ان کے بڑے بھائی بھی عجیب آدمی ہیں جہاں ان کی شادی ہوئی ہے
 وہ لوگ نہتہ نہیں ہیں مگر یہ بھی کھلتے نہتہ کے خواب اور بھائی
 یہ تو کہ غریب ہی کو کھانے شروع نہ کھانے کہ اس کا دل خفی ہوتا ہے۔ یہ تو
 یہ تو خدا کی ہر ہے جتنا سہوہ ان کے پاس ہو گا اسی قدر پرسس ہیں
 نہایت ہی۔ ایک ایک پر ہر جان جاتی ہے۔ چڑی جاتے ڈری

نہ جانتے۔ اب اس مردِ مہربان کو کچھ گئے، ہم سب ساتھ تھے۔ مگر
 اپنی ہمت دیکھ کر ایک صحن کو کچھ کھینچا ہے، گراؤ گشتِ تم ہی نے سب کو ہرا
 بھی دھڑ کیا تھا اس دن ہرا ہے غضبِ خدا کا لانا گسہ بڑا کیا چھوڑا
 جلی کر گئی اور وہ دو کمال دکھائے ہیں کہ جانتے باپ ہیں نہ کر سکتے ہیں
 قریہ ہے کہ ہم ہندوستانوں میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اب دیکھو یہ لاکھائوں
 مال اس سے کس کس کو دے دے دیکھنے کی جگہ بھی نہیں ملتی ہوگی اور ایک ہی
 کیا امریکہ والوں پر تو دوسری کی بادشہ جیسی ہے، خود کو دیکھنے غضب
 خدا کا دوسری کوئی حد بھی ہے میں کہتا ہوں کہ میں اس قدر دوسری دیکھ
 لوں جس قدر خود کو دیکھتا ہوں ہے تو میرا شاہ دیکھ کر دم ٹھک جلتے
 جھٹی ہم تو مر کر ایک اور مان لے جاتیں گے کہ ہم نے امریکہ نہیں دیکھا
 دل بڑھا جاتا ہے کہ کتنی دیکھ لی سیر کریں گویا امریکہ پر قریب تھا ہوں لڑائی
 میں ایک بات ہے کہ وہ ایک ایسے کھڑاں کا پاپا ہے کشت ہے جس کی عظمت
 میں سچ کچھ غریب نہیں جوتا اور ہر ہندو اس کی عظمت کے
 ساحلوں سے ٹکراتی ہے، خدا بیکر کس قدر وسیع عظمت انگریزوں کی
 بھی ہے اور وہ اتنی بعض دقت تو میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ انگریزوں
 کی قوم میں کس مرتبہ گئی؟ خدا کی تمام نعمتیں ہیں ان ہی ہندوؤں کی
 جس گریہ رہتا ہے اب ہر جگہ جو نہ والی ہے، ایک لڑائی تمام

دنیا کو جڑ پھٹ گئی اب دوسرا دیکھنے کا عشرہ پکڑتی ہے خدا اپنی
 پناہ میں رکھے۔

یہاں تک تو مرزا صاحب کی گفتگو کو ہم نے سنا مگر اب ہمارا غور ہو گیا
 اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ مرزا صاحب نے اس کے بعد کیا کیا باتیں کیں تھیں تو ان کی
 دور کے بعد ہم "ہوں" "ہاں صاحب" "بھلا ہے کرتے رہے مگر ایک
 لفظ بھی دہا نہیں دیکھنے کے قابل نہ رہے آپ خود انصاف فرماتے کہ ہمارا
 دماغ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ ہماری شادمانی کے گفتگو شروع ہوئی
 ہے۔ جیسی کہ گراؤ کر تلبے امریکہ کا نقشہ بیان ہوتا ہے، انتہا ہونے
 پر۔ نئی جگہ پر پیش آ رہی کہ میں اور بعد میں نہ سلام کیاں کیاں کے
 ذکر و صفت ہوں گے کہ ان کی سے آواز سن رہے تھے وہ آگاہوں سے
 مرزا صاحب کے ہوں کی جیش دیکھ رہے تھے، مگر یہ بتانے کا حق نہ ہوتا
 تھا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے، غرض کہ ہمارے دو گشت چکر اس نے
 چلے گئے کہ کھانے کا وقت آگیا تھا، ہند نہ جانتے ان کے جانے کے
 بعد جانتے دہشت ہاتھ خود کو دیکھتا ہوا سے سر پر آگئے اور ہم نے
 سر دبا کر شروع کیا تھیں نہ ہوتی تو نہ دھوکہ ہاں کو بھی نہ کیا اور
 انہوں نے لگا کر بال درست کے گلاب بھی ہم اپنے غلاموں نے دے دیے
 خیر اتنا ناز و حضور دیکھ کر ہم باہر سے آگاہ کر گھڑیں آئے نہ دیکھتا تھا کہ

بہت غامض چارہ پانی پر لیٹ گئے اب بتائے کہ جس غریب کو اتنا
 عطا کیا ہوا ہے جو اس قدر تھک چکا ہو وہ میری صاحبہ کے
 سوا کس کا جو اب کس طرح دے سکتا ہے اور سوال بھی ایک
 مد نہیں دھکوں سوال کیوں طبیعت کیسے ہے کہ لیٹ گئے خیر
 قسم کے مال کا جواب تو بہت آسان ہے مگر یہ سوال کہ مرنا ہے کیا
 کیا باتیں ہوئیں۔ ہے مجھے ہوش دہش اس کو بھی گھوڑتا ہے اور فانی
 کا مسرور یاد آتا ہے۔ "زندگی نام ہے مر کے پیچھے جانے کا"

اگر میں پرس پر جلنے تو شکایت نہیں و اشراق ترے صبا کشتی
 پر۔ گویا کسی ایک کھانے کو خوار کر گئی ہے کہ غفر صاحب آئے ہیں۔
 خدا گاہ پر کہی چاہتا ہے کہ خوار ہے کثرت کو غیب پہنچ کر رہیں۔

اپنا سفر سے داریں کہ ٹھہرے بھانڈے ہیں مگر خیر خداوند ہمارے
 کو آنا آجائے۔ ہم نہایت محکوت کے ساتھ آئے تھے یہی اور ہمارے
 غفر کے پاس پہنچے ہیں ہمارے غفری قسمت ہے کہ غفر کو خالص شاعر ہونا
 کرنا ہے اور شاعر بھی دنیا پر نہایت بھیاں ایک طریقے سے اپنا کھنڈہ کر

دیکھتا ہوں کہ جس وقت غرض لگوں ہوں اور شاعر غفر کو اسے ہمارے کوئی شخص
 کام سے خدا دینے کو خیر صاحب ہم سب کے جلنے ہیں مگر میری کج قسمت کے
 لئے ایک نا بھرا تھا غفر نے کچھ میں پر ہوا کیا تھا کہنے لگے۔

بھائی ہوں سے ایک منٹ کو بھی اگر سو ہوں تو قسم لے لو کہ مثلاً
 تھا ہوں لکھ کر صبر طے دیا گیا میں غفر ہوں ہی جو کوئی ٹکڑی رات
 کو شکر کا شوق لکھتے ہیں اس قدر فرسودہ اور پامال کا شری نہیں لکھتے
 غیرت ہر غزل کی اور کل دی ہو گئے وہ میرا ہے۔ حالت کا شاعر میں
 لکھتے ہیں اس کو خود ستانی دیکھنا اس وقت چاہی کہ تاہم کہ جس وقت نہ مٹنے
 نہیں ہوں پختہ ہو گئی۔ وہ دیتے دیتے لوگوں کی آواز میں نہ لکھیں اور
 نہ پڑھتے پڑھتے تھک گیا۔ ایک شعر دس دس بارہ بارہ مرتبہ پڑھا
 گیا۔ پھر بھی لکھ کر میری نہیں ہوتی تھی اس مرتبہ غزل اس قدر کا صبا
 دی کہ غفر کو غریب ہے تو غفر غزل حاصل شاعر ہو گئی۔ مگر بھائی آج
 قریب ہے کہ جب تک تم ایسے سرفراز اور خوش دھاری نہ بنے تھکے
 نہیں تھی سو بارہ صبح عرض ہے۔

ہمارے غفر صاحب کی حالت ہے کہ دو دن پہلے صبر کر پڑے

یہ اس پروردگار پر سے شکر کہ ہے میں دیکھ کر چاہتے ہیں کہ سنے دیکھو
 اشد غمزدگی۔ اہم لگی تھیں تیرا ناہ و ناہا اشد غمزدار شاعر غفر کی
 کہ وہاں کہتے رہے۔ اس بارہ سے وہ ایک گھٹ کے بعد ہی کے
 بندہ و غمزدار ہوا۔ اس کے بعد غزل کی تعریف ہر گز نہ لکھی آسان
 بات نہیں ہے۔ مگر وہ اسے ہم اس شکل کو بھی آسان کیا۔ غفر میں بہا

سب فرمایاں ہیں یہ بات اچھی ہے کہ غلامستان کے بعد پھر نہیں گئے
 فوراً چلے جاتے ہیں مگر اپنے ساتھ ہماری تمام کیسٹوں کو بھی لے جاتے ہیں
 اس وقت کے جہان کے ہر ایک گھنٹہ تک ہمارے کانوں میں ان کے پچھتے
 ہونے ان کی فخر سرائی اور سچائی ہے۔

ابھی ہر گرم تین بچے تک ہر کھلے اندھانے میں بچے محسوس
 اور دیکھ کر ٹھونکے تک کم از کم اور زیادہ سے زیادہ بارہ بچے تک
 شعلہ کی صورت دیکھتے ہیں بارہ بچے جب کہ ہوتے ہیں تو اکثر سڑتے ہیں کہ
 کرتے ہیں "شے بچے" "سرخ اور دھبہ میں وغیرہ وغیرہ اور ہماری جڑی
 اویٹھن کو بھی بھانسنے لگے کہ یہ کھنٹہ دن بھر کا ٹھکانا ہے اور خوب
 میں بھی یہ دیکھ رہا ہوں کہ جو چیز سفلے سوختی ہے ہمارے جوتے میں۔ کیا
 بک رہے تھے۔

اب تو ہم اس زندگی سے مل گئے ہیں۔ حکیم بہت سے صاحب
 کھنڈہ آگ سے مل گئے تھے کہ وہ میرے لئے فائدہ مند ہیں۔ اگر حکیم
 صاحب کو ایک مسلم کہہ دوں تو وہ میرے نام لے کے بعد اسے خدا جل جلالہ میں ابھی سے
 جنت میں حکیم صاحب دعا کیجئے کیا تو ہمارے یہ دوست ہم پر اس کا کچھ نہیں
 یا ہمارا خاتمہ یا بغیر ہر جہان میں ایک اگر ہماری خوش و خلاقیت نے غلاموں کو
 پہلی ہی دوست پیدا کر کے تو پھر کیا ہو گا۔

اور حکیم کہہ گئے ہیں کہ ہمارے
 سرکاری چیمپیاں یا دیگر چیمپیاں کے

خدا سر دے تو سودا دے

عاشق بنے کے لئے ذہنی لے ہو شک ضرورت ہوتی ہے دائم لے ہو شک
 نہ صاحب جان و ملک تیرے ذہن میں خانہ کی جس کو اکثر ترقیق میں عاشق
 میں ملتا ہے اور جس طرح شیخ بکسیر فاکہ میں مانتا نظر رفیع کا نام
 ہمیشہ سے زندہ اور کبیشہ زندہ ہے گا اس طرح مجھ کو اور سفر ہوا و ملک
 حیرت دہرے عاشق کا نام میں بہت ایک غزل میں لے گا تو فاضل مستحق چلا
 جو آخر میں بھی آتی تھی تھانہ یہی ہادی طرح اس میں تھانہ میں وہ غزل کا کہ
 صوفیا کی ہے کہ ہر شے کے لئے غزل ہر شاعر جبکہ اس کا نام کے غزل میں خیر
 دیکھ کے غزل کی ہے نہیں ملتا نہ بہت بڑے لے لے دایسے اور آئے نہ
 ان کے نہیں میں کوئی غزل بات تھی کہ اگر چہ پہلے تو ان سے زیادہ تھے
 لکھے اور آئے نہ نہ میں کہ غزل کی غزل کی صورت کے کی خود ہی

جب ان لوگوں نے عاشق کے کہ یہ نام واسو کر رہا تو کیا ہم یہ بھی نہیں سکتے
 اور اگر پہلی نہیں کر سکتے تو کونسا چاہئے کلام ہے اب دنیا کا کئی کام نہ گنا
 بڑھیں کے ذہن میں اس قسم کے خیالات کو ایک طرف رکھیں جو حق تھا اور
 وہ اپنے خیالات میں اتنا غصہ کرے کہ پتہ ہر کتاب میں دکھائی نہ پا سکتے
 بہرہ پر شاعر اس کی "محمل میں" نے تمام حکومت کے نشہ کو پہل کر دیا
 آج کل کو ایک دکان پر خیر لکھے بغیر یہ بت ہوئی کہ کتنے نے کا نام دیا نہیں
 لیکن مگر یہ حادثہ پیش نہ آ جاتا تو اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اگر چہ مجھے
 ہو چکے نہ میں نہ سلام کہے عاشق میں چلے جوتے۔ کتنے بہرہ پر نہ جاننے والا
 بہرہ پر نشان پر لکھے، لیکن اس عاشق نے نہ لکھے کی حکم بلا طمان سے غور کہے گا
 ارادہ کے کہ کھر ہو گئے اور اس کی وغیرہ انداز اس کو کہ چاہا ہائی پر لیت
 گئے بڑھیں اس مسئلہ پر جتنا بات اور کرتے تھے ان کی امید میں ہوتی
 جاتی تھیں اور ہر پہلو سے عاشق بخانا اٹھا ہوا ہی اور اس نظر آتا تھا کہ
 انھوں نے سوچا کہ ان ذہن پر کس سے بھی مشورہ کریں ایک سے مدد کی مانے
 مناسب ہوگی لیکن ہے کہ وہ کوئی جبریات بنادیں ہر حال یہ ایک
 اور اب ترکیب ہے اور بالکل انسانی طریقے سے ذہن میں آئی ہے
 بات ہے کہ جب انسان کے ذہن پھرنے والے ہوتے ہیں تو خود کو دیکھیں
 اسباب پیدا ہو جاتے ہیں یہ لکھا تھا کہ قدرت ہے۔ دیکھیں یہ لکھ

کیا کہتی ہیں؟

"سنی جو؟۔۔۔۔۔ اسے سنا؟۔۔۔۔۔ ذرا سنو تو سنو کیا کہتی
 ظہری پر ہلائی چھوڑا پھر تو خدا جانور گئیں اور بڑھن کے چھوٹے پریشان
 نورانی اور چمک چمک کر خود بھی سوائے غفلت ہی گئیں کہ کیا بات کہتے ہیں۔
 بڑھن نے نہایت امید افزا چہرہ بنا کر گنا شروع کیا۔

"ذرا فریب بھرو۔ آج ایک ترکیب سوجھی ہے۔ وہ جواب کو دہر
 تم بھی کیا کر گئی تم کیا کرتی ہو کہ تم سے کہہ نہ سکا اور نہ ہی کیا کہنے دے
 اور اور وہ مگر آج دیکھ میں نے کیا ترکیب نکال ہے۔

بیکم۔ "لوگ بھی بایں تو نہیں ہی جو کریں گی میرا گوشت جلا جاتا ہے
 اچھا لڑائی بچانے کو نہیں ہے۔"

بڑھن۔ "نئی سنت پیچھو گوشت کو اور چلے میں ذرا درد لے لو کہ تم انسان سے

سزا جو کہ میں انتظار میں نے وہ ترکیب سہی ہے کہ جینک دیکھتے ہیں بڑا نا
 باتی رہے گا اور نہ تو نہ دگ پر سے نام کا دیکھتے بڑھیں گے۔"

بیکم۔ "نہ بے کسی طور بات ختم ہی نہیں ہو سکتی؟

بڑھن۔ "سنو دوسری تم تو بات کاٹ دیتی ہو بھلا تم نے مجھ کو کا نام بھی سنا
 ہے۔"

بیکم۔ "ہاں سننا ہے پھر؟"

بڑھن۔ "اگر کسی طرح میری حق لکوں آکر کسی رہے؟ پڑا۔۔۔۔۔
 برس تک لوگ لگا کر بھولیں گے وہ شہرت ہوگی کہ تم بھی یاد کر لو گے۔"

بیکم۔ "لے لیں خدا کے ایسی عقل پر پھر بڑے بد عہدات کی برائی اندھی
 ہاں لہجہ کا پشکر شری بنا رکھا ہے۔ میری قسمت میں تھا اور اب یہ عقل
 لکھا تھا خدا اس سے توجہ موت دیتا تھا میرے ماں باپ کی راج
 غرض کہ مجھوں نے یہ سچا ایسے سودا کی سے باندھا ہے۔"

بڑھن۔ "ہاں، ہاں۔ کچھ عقل ایسی گئی ہے کہ کہہ پاگئی ہو گئی ہو یعنی
 میں نے تو ایک ایسی بات کہی اسکی داد پہلی کہ شری سودا کی اور نہ معلوم
 کیا کیا بناؤ اور اللہ تم سے کیا بات کہے کہ ظہری نے غرض نہیں ہوتی۔"

یہ گفت و گو ہو رہی تھی۔ حالانکہ چار گوشت پکاؤ تم سے ایسی باتوں میں
 شہرہ بیٹا ہی میری حماقت بھی کا مولیٰ واقعہ؟

(۲)

خدا کو یہی سے ختمت خلافت پر پہنچا تھا گزشتہ میں کامل کو ہتھ دے رہا
 تھا کہ مشق بننا اس کا ایک طوطا باقی دیکھا ہے اور اگر یہ بھی ذمہ
 تو پھر وہ بہرہ چاہتا ہے خدا کی شان جنوں اور فرا دایسے جاہل کہ نہ
 تاؤش عاشق بننا یاں اور بڑھن کے نہ گریہ کی بات ذہن میں نہیں
 آتی تھی اس وقت تک کہ یہ عقلی اتنا اس نے اڑا دیا تھا کہ مشق

کہ وہ گھر عاشق کی کہ راجن لگا کر سوال یہ تھا کہ عشق کرنے میں کہاں کم
ایک مشرق کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس سے الایا جائے لیکن اس نے یہ
مصلحت کرنا کہ عیب و عاشق کرنے پر تیار ہو گیا تو اس سبب اس سبب ہے
مشتق ہی جانتے کہ ایک مرتبہ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ کافر ہی سے عشق
کر میں مگر پھر خود ہی اس خیال سے بھی آتی کہ اپنی بیوی سے خود ہی عشق
کرتا کسی نہ رسل بات ہے جیسے اپنا شراب کافر وہی سہاں اس کے لئے
اور پھر خود ہی مسلم کر لینا یا اپنی دولت خود ہی کرنا اسے خود ہی مدعو
ہو گیا عشق ہی سے نہیں کیا جاتا یہی سے تو تاج ہوتا ہے اور عشق
ہوتا ہے عشق سے خدا پر عشق کا قصہ اس وقت تک کہ اس نے غریبی نہ کیا
جب تک کوئی نہ سبب نہ عشق نہ لے اور عشق نہ لے اور عشق نہ لے
شروع ہوا کہ وہی چیز جس چیز کی بھی کی جاسے اس کا نہ کیا وہاں خود بھی
اس کا ہے نہ اس نے عشق کی چیز میں سدا شریعتان ملا کر کوئی لگ
نی کوچہ نہ ہو نہ اس کا عشق نہ کر کہ بائیں ذرا لکھے دور غیر
اس سے کیا ہے اسے عشق کے نہ دیکھنا اسد و صلہ کوئی چیز نہیں لگتا
تو خود کے مسلم نہیں ان بھروسہ کہنے چلو لگا تھا اور ذرا بھی نہیں
تھا چھو جائیکہ اس کا سدا لکھا رہا پیسے دے اور لکھتے دے کہ پر چکر
کچھ جانا میں جا رہا ہے تھے تو رازی و برمش کیا اور پھر نہ اس کے

دعوتین و دند تک ہن اس طرح آتے جاتے ہیں لیکن ابھی ان کو
عشق کی بات نہیں آتا تھا۔ آخر ایک دن غریب کا عشق کس طرح کر رہا عشق
بھی خدا کے فضل سے ہی گیا ہے اور عاشق لگا اہم پر عشق کرنے کا طریقہ
و عظام ہوتا ہے یہ سچ کہ قصہ اپنی پہلی شروع سے آخر تک نکلتا
بھرتا ہے خدا والا اور نہایت غور سے پڑھا صح پر تے ہی لکھے شکر
اپنے چٹکے میں آتے اور عاشق کی صورت بنانا شروع کی اچھن اچھن
تیس پر چھوڑ کر جھیک یا صرت گریبان کے میں ڈال دیا جا کے اس کی
کی شکل میں چھوڑ کر باندھ دیا اور ننگے سر ننگے پاؤں گھر سے نکل کر کچھ کی
کاش میں چلے لیکن کوئی تیرہ والا اٹھانے پر راضی نہ ہوا ایک آدمی سے
لڑائی میں ہو گئی یہ واقعہ کتنے کہ اسے جانتا نہیں ہے کہ تم عاشق ہو
لیکن کس نے ایک دشمن کوئی ہشتا کوئی ذائق اٹھا رہا ہر حال میں
مشتق طور پر پاگل لگا کر کوکر پڑن تھا یا اور مجبوراً چھلے کر پیدل جانا
بڑا راستہ میں کتنے بھونکے لوگوں نے ڈھیلے ہاتھ لگائے
ذائق کیا لیکن یہ اپنی زندگی میں سیدھے کہ پڑیا میں ناگرمی سے اور خدا
کا شکر کہ ایک لکھ کے کچھ عشق لگا دیا ہے اس کے لکھ لکھ پر بھی
شروع شروع میں کتنے بھونکے تھے اور میں تمام واقعات گذرے تھے
جب عشق کے رنگ و نکل غون سے اطمینان ہو گیا تو عشق کی لکھ کی

کے نیچے ہر چہ اور اظہار عشق کا غرض بالآخر کم کر لیا ایک کر لیسے کھنڈ
پر لکھا "مترانوں ترے عشق میں نے بار بار بھرنے لکھا اور کھنڈ کو ایک پتھر
میں باندھ کر سنبھالی کی اڑکی پر بھینک دیا کھنڈ ترہماتے ڈنگیا لیکن
پتھر عیاں عشق کے کریدہا پیشانی عشق پر جگا کر اس طرت لگاؤنوں
شروع ہو گیا اور تارے مار ڈالے ایک آواز سے سارا مجمع تیز ہو گیا
بڑھن عشق کی ان آوازوں کو لکھ کر خوش ہوتے تھے کہ عشق کی آغلی کے
ایک اشارے سے چار پانچ آدمیوں نے عاشق کو گرفتار کر لیا۔

(۳)

ایس کی چمکی بھی عجیب و غریب جگمگرتی ہے اور ہر ایک عاشق
کے لئے وہ ان کسانات میں شریعت ہی نہیں اس "ایسنے" کے کھلات کی
باتیں پرچھ لیں اور کھلات ہر ایک دیانہ کسی کے اس سات کا خیال ٹالین
جنات کا پاس۔ پس ان کو قاپے نام سے کام پڑتا ہے پڑھیں دیکھیں وہاں
جاکر نہیں انہیں ہوتی جس کو کہنے "تہہ ٹنگتے کے کاندھ پتا ہو گیا نام
ہے؟ تو نے کیا کیا؟ پڑتا ہے کہ نہیں؟ میں کہہ رہا ہوں اب کوئی ان سے کیا
لکھ کر میں سے تم اس طرح مخاطب ہو دو گس ترے کا نشان ہے۔ ایک
آدھ مرتبہ نہ من نے کہا بھی کہ بھائی ہم عاشق ہیں عاشق مگر اس پر
کسی نے کان بھی نہ دھرے میں یہی پوچھا کہ "عاشق غلڑا عاشق

حمین؟" اس کی کرکوں لکھا تاکہ عاشق کے لئے صورت عاشق کو دینا
ایسا کافی ہے۔ جب ان کا اس طرح اطمینان نہ ہو تو کہا کہ بھائی ہم عاشق
ہیں ہمارا نام "ن" ہے۔ کس نے اس کو کہا "شری نے کہی" بھلا "ن" ہے؟
کسی نے اسے قائل کی کہ "بد عاشق ہے کسی کا خیال ہم کو غصہ دے رہا ہے"
ایک والی گجگرتے بہت غور کے بعد کہا کہ "انقلاب پسند سیاست کا آدمی
سلیم ہوتا ہے۔ ہم باز ہے؟ تو ایک صاحب نے گھر کا پتہ پوچھا تو بتا دیا
گیا۔ انھوں نے کہا ہم ابھی نہیں گئے ہم کو جیل کا پناہ گاہ بتاؤ۔ بدھمن
نے کہا "بسم شبہ چلے آپ کا گھر ہے۔"

ہر ایس کے سہا بیوں میں گوشت ہوتے ہیں پلٹے بڑھن اپنے گھر
پہنچے مگر گریں نہ جانے پاسے۔ بری کو خبر ہوئی تو اس نے سر پیٹ لیا
تھوڑا دیر سے شناخت کی اور سب سے متفقہ طور پر یہی دئے دیکھ بھلاؤ
اچھا خاصہ تھا آج ہی اور غلڑا ہے ہو گیا۔ "میں نے کہا۔ نہیں مانغ
میں کل شام سے کچھ غلڑا ہے جو سے کہہ رہے تھے کہ میں گھڑی کی طرت
عشق کے نام کو لے لیا رائے ہے۔ . . ."

بری کی آواز سن کر بڑھن کو کچھ غصہ آیا اور کہنے لگے۔

"پاگل ہو تم تھا دیکھا؟ بدھمن کی غلڑی کی بات ہے یا تپاں پکڑ لیں
تو کہیے؟ تم نے کوئی بھی جہالت کی باتیں کی تھیں اور آج بھی وہی حالت

تم سے کوئی بڑا چور ہوتا ہے تم جہاں کھانا پکاؤ کسی کا کیا بھارہ ہے۔ ہم نے
عشق کیا اچھا کیا نہ بھیکیا اور کریں گے ہزار مرتبہ کریں گے دیکھیں
جہاں کیا کرتے ہو؟

بیوی :- اسے اپنی گت تو دیکھو! اسے میں لگ گئی :-
بڑھن :- گت کیوں کیوں، عاشق کی ہیں شاخ ہوتی ہے تم تمنا ہوتی
بڑھن :- گت ہوا ذائقہ اپنی گتوں کا تھا کہ دیکھو کہ گتوں میں کا آج دھکا
لگا رہا ہے کس مشان سے رہتا تھا؟

بیوی :- اسے میں لگ گئی! اسے میں کہیں کی نہ رہی :-
بڑھن :- اس میں لٹنے کی کوئی بات تھی ایک تھیں میں نے اپنے
عشق کے لئے پھاڑا تو تم لٹ گئیں۔ تم کو میرا عشق ایسا ہیڑا سلام
ہوتا ہے تو جانے دو میں نہیں کروں گا عشق! اور گناہ پھر مار کہیں
میں سے نکال دو! مگر اب مجھ کو یہ کامی کا طعنہ نہ دینا۔

شاعر اور شاعری

یہ کہنے کا کام خلافت است شاعر نہیں لیکن اس شاعر ہونے سے تو
شاعر ہونا اچھا تھا! آج تک ہم اپنی بارہا اپنے قسم کے دوسرے انفرادی
فطرت کو خود نہیں سمجھ سکے کہ ہم لوگوں کے دماغ میں کونسی خرابی ایسی
بھجواتی ہے جس سے ہم شاعر ہو کر رہ جاتے ہیں جہاں تک صریح موند کرنا
اور ایک صریح بارہ دوسرا صریح لگانے کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں
کیا جاسکتا کہ شاعری ایک عقلی فن ہے اسے شاعر کچھ بھی ہو لیکن اس فرما
ماہر ہو سکتا ہے۔ یہ ادبیات ہے کہ کامل ہونے کے بعد دوسرا علوم و فنون
کے ماہر تو ہوا ہے صرف سیکھ جاتے ہوں لیکن شاعر کا دماغ دنیا کی
فطرت تخلیق کا بل ہم پر جاتا ہے۔ اسکی دنیا ہی دوسری ہے جہاں ہر شے
کی طرف نظر سے نکلا کر خود بخود گردن دے رہا ہے شاعر سے کہہ دیجئے

ملکیں ہر وہ بتاتا ہے، اگر جانتا ہے نصیبناک ہوتا ہے، عظیم حضرت خدا
ہے نصیر کہ اس کو ہر کچھ بتاتا ہے کیلئے انہیں بھلا خدا بناتا ہے وہ
لوگ اس کو دیکھ کر ہنستے ہیں۔ انہیں کہتے ہیں اور خدا سے توجہ کہتے
ہیں کہ جو میں کو چاہے بناو سے۔ اہر شاعر، دلی کثرت سے یہ حال
برگیا ہے کہ جہاں کہیں راستہ لگی میں کرتی عجیب خلقت انسان نظر آیا
اور اس کی وضع قطع میں ہنر و انکسائی کے آثار پائے گئے ہیں اس کے
مخلوق میر کے شے شاعر ہونے کا یقین اس طرح کر لیا جاتا ہے گویا
اس قسم کی شکل و صورت کے انسان کا شاعر ہونا رقص ہے اور عجیب
اتفاق ہے کہ تحقیقات کے بعد وہ حضرت بابر شاعر بن گئے ہیں وہ
ایسی ہی ضرور تمام ہوتے ہیں، اور لوگ ان دونوں میں سے کوئی نہیں جانتے
قرآن کا انسان ہر تادرا مخلوق پر جاتا ہے۔

علوم نہیں اس شاعری میں کوئی ایسی نخست ہے کہ ہزار
و ہزار آدمیوں میں ایک شاعر و دور سے پہچانا جاتا ہے۔ نخست ہفتی
توضیر ہے لیکن یہ خیال کہ ناگ شاعری انہیں ہے ہماری سیوا ان ہمگی
ہم چاہے شاعر ہوں، نہ ہوں لیکن کیس کے صاف صاف خدا گنتی چاہی
شاعر ہوں یا نہ ہوں لیکن کیس کے صاف صاف خدا گنتی چاہے کوئی
برائے باغوش ہو کہ ہم کو بھی سوا قبل کی قسم کا شوکت شاعر بناو سے

ایمان کی بات تو یہ ہے کہ یہ شاعری کا غرض نہیں کیا جا سکتا بہت
مکمل ہے کہ شاعری کی غرض ہوتی ہو لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں غرضوں کو
غرض حضرات کا طبقہ اختیار کرنا ہمارے ان میں حضرات کے فیض سے
ہماری شاعری میں کوئی آ جاتی ہو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس شاعری
کے پاس آدم میں دنیا کے سب سے بڑے شاعر کو بھی غریب قسم کے
انسان تھے جنہیں وہ تمام غریبیاں جو آج تمام دنیا کے شاعر و شاعری
ہر گئی ہیں کیا انی طور پر موجود تھیں۔ خلا بھی مذہبی ہوتی تھا اس کی بھی
نہ کہتے ہر نہ خالص بھی نہ کچھ ہونے دانت بھی نہ وہاں ہر شاعر
بھی نہ دے ہونے کی ترسے اور پھر ان کپڑوں کے زیب تن کر لگی یہ
شان کا انگوٹہ میں کہ میں بابا ہے تو خوش لگے میں پاجامہ ڈال دیا
ہے تو خوش داجنے پیر کا جوتا تھا میر میں ہے اور بابا میں پیر کے
ہونے کی جگہ کسی کی کڑواؤں کی لگی ہے نصیر کہ کوئی ایک ہی نہیں وہ تو
لکھے کہ خود انگریزوں کے یہاں بھی شاعر پیدا ہو گئے تھے وہ نہ بے نشان
کے تمام پاگل گناہے میرے آل دنیا شاعر و بنے رہتے۔ مگر صاحبان
نک خود کیا ہے شاعری کہ ان میں انگریز شاعروں میں سے ہی
نہیں معلوم نہیں وہ گہا ہندی میں پیدا ہوئے تھے انہیں کوئی پنے کے کبھی
کس طرح شاعر بنے رہتے ہیں مگر یہ کچھ ناگہی فرق ان کی شاعری

یہ بھی ہے کہ بجز وہاں ہے نہ گل و بلبل نہ لذت و نشاط ہے نہ حیلہ
 بگوشی میں یکدیگر کا ہوا کس نے دیکھا ہے نہ میں نے نہ تم نے دیکھا ہے
 و رشتہ اپنی گردن بھگاتے ہیں تو براگڑرتی ہوئی رتی ہے سہاگن شہ
 کیا شہزادہ کے کمر و شاہ کتے ہوئے بھی تو دیکھتے ہے۔ اگر غائبانہ حیلہ
 بجز سب و غیر مصنفانہ نہ ہو گا اگر نہ ان کے یہاں کی شاعری محسوس ہے
 اور محسوس کیجئے گا کہ ہمارے یہاں کے ... اچھا کہ کہیں کتے ورنہ
 ہماری برادری اسے سب غائب ہوا نہیں گے اور کئی مشاعرہ کا کاروبار
 بھیجے گا۔ حالانکہ ہر مروجہ و معکوس خوار کے تعلق تو کچھ ہی نہیں رہے
 ہیں اس لئے کہ اس کے نام اور وہ مشاعرہ ہر کیفیت سے انگریزی شاعری کی
 طرح ہو گئے ہیں اور ان میں وہ نشان بھی باقی نہیں رہی ہے جو شرقی شاعر
 نے خصوصاً قلمی میں آدھوئے نظر رکھتے ہیں ان کے ہر شرقی شاعر کی
 اصل شکل و صورت کا تو یہ غائب ہونا چاہئے گا کہ ہم ہر دور و دور کے شاعر کے
 متعلق کچھ لکھتے تو سب سے پہلے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کا غائب ہونا چاہئے تھا کہ ان کے ہر
 مجرب و کثرت تجربہ کا احساس و غیر محسوس کرتے ہیں ہم یہ فرض کرتے کہ ان کی تیار
 نہیں ہیں اور اگر فرض لکھی تو یہ ہماری عکس و آئینہ ہو گی لیکن ہم اس کے
 غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے گا کہ یہ ہے معلوم نہیں وہ ہم کی شاعری کا
 کیا کچھ نہیں۔

اس زمانہ کے شاعر کو کہہ گئے گئے وہ سہی مگر کچھ بھی شاعر ہیں۔ ان
 صورت اس قدر ہے کہ چھ شاعر کے یہاں حد کا پانی تبدیل کرنا تو تھا تو یہ
 جائز ہے کہ سال و دو سال کے بعد اگر بدل دیا جائے تو کئی معذرت نہیں
 ہے۔ پہلے شاعروں کے یہاں ہمارے کی وہی غائب تھی لیکن اب یہاں
 کچھ عینہ میں ہمارے کہ کچھ نہ کہ ان لوگوں سے بھی ہمارے ہے مگر یہ کہ بہت
 انقلاب ہو چکا ہے میں اب اس کو کہہ گئے کہ بہت سے شاعر سوٹ تک
 پہنچنے گئے ہیں اور اس کے باوجود "مقام" "سیر" اور اسی قسم کے مسئلہ
 ٹر سے بڑے غائبانہ شاعر ہیں لیکن جہاں تک شاعر: اور ان کی عقل
 ہے وہ سب اللہ تعالیٰ اہل شاعروں میں ہی اور جہاں میں دانشور آپ لکھتے ہیں
 آئے گا کہ یہ غائب ہوا سب ہوا دینے ہوئے لکھ میں وقت ختمی میں صورت
 پر صورت لگنے نہ چھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی حد تک ہم کادھوئے تھا کہ
 اور معلوم نہیں ان پر کیا تکلیف گذر رہی ہے خود ان کی حالت میں ہر شخص
 کے چہرے پر آثار چڑھانے کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے لیکن ان لوگوں کے
 چہرے پر آواز آتا ہے کہ ان کے یہاں ہمارے کہہ میں نہیں آتا کہ ان کی
 فزادہ کاجلٹ بعد جزو کا جملے یا ہوا ہوا انعام طور پر نہیں سے متعلق ان کی
 آواز دیکھنے کے وقت اور ان کی کہہ گئے کے وقت یہی صورت شکل کا نشان
 ہوا ہے اور یہ غیب و غیب کر تپے لیکن شاعر شاعر کے وقت سب کہ

ماہ گردنا ہے کبھی گردن تیزی کر کے آٹھویں چمائی کے اس طرح جھٹکا
 نریاب جھپٹنے کا کبھی اچھے خاصے چہرے میں جھگڑوں شکلیں پیدا کر کے
 اس طرح اٹھا اٹھاتا ہے گردن اذیت پیدا دہی سے مدح بعض کر سنا
 ادا ہے۔ کبھی آدھ بھر اس گردن اٹکا لیتا ہے کہ کچھ دال کا بھی
 یکو بھٹ جائے کبھی آٹھویں اس حسرت یا اس سے دیکھتا ہے کہ اگر
 آسمان پر نہ تو بیضا بٹ جلتے۔ کبھی گردن ہکاڑے زانو اس طرح جیتا کر
 گر یا کسی صیبت انتقام کا ادا کر چکا ہے۔ کبھی آٹھویں نکال کر اس وقت سے
 نہیں کہ دیکھتا ہے کہ اگر کسی انسان کو دیکھ لے تو اس کا پچھتاہٹل ہر جانے
 کبھی سر پہ تھوڑا کر کے اس طرح آٹھویں بند کر دیتا کہ اگر ایک عین پیرہہ اپنے
 مردہ شہر کے خیالی دس کو گئی ہے۔ کبھی ہکاڑا اس طرح بطور جتا ہے کہ
 بزر جان سے عاشق ہر جانے کہ کبھی چاہتا ہے کبھی اپنی نگاہوں کے ساتھ
 انگلیوں کو وہ عین جیش دیتا ہے جس کو شاید ساسے کا پاد حافی
 کے ہاراد ہار پر نیم وغیرہ کے استاد کو کلیں ہم تو کچھ نہیں سمجھ سکتے
 غرض کہ ایک خزانہ کئے ہیں اس کا چہرہ استعد مختلف رنگ ہوتا ہے کہ
 دیکھنے والے کی نگاہوں کے سامنے ہر شکل صورت کام دل و دل و دل
 چرخوں پنڈوں اور دندوں کی زندہ تصویر بیکر جاتی ہے اور وہ
 شاعر کے چہرے میں کائنات کو متحرک دیکھتا ہے۔

شعر کنا دراصل ایک شہکی و زخمی ہے اور شاعریت انہی طرح
 کشی لانے سے کم نہیں آپ نے لکھا ہر گاہ کہ میں وقت کئی شاعر شاعر
 میں اپنی نالی ڈھنڈھ جاتا ہے۔ اسکی ایک ایک داس کے ان کی سی
 برائی ہے جو دھلی میں کشی لانے جا رہا ہو اور وہ یہ شاعر میں اس کے پڑھنے
 کی یاد ہی آتی ہے تو وہ بالکل اس طرح پیتر بدل کر بیٹھا ہے کہ یا ایک پیرہہ
 قوی یکو کس تم نہاں پہلوں لنگر شمس کی باغی کا فرو بند کر کے لکھا تو
 جھگڑا ہر جوب وہ خزانہ شمس کنا ہے تو اس کے سامنے بھلا شاعر اور
 شکر رشتہ کا خزانہ لگی اس طرح پکارتے ہیں جس طرح دھلی میں ہر پڑا
 کے طوط دار ہاگڑا اور کچھ غلط فریاد دانی بند کرتے ہیں اور
 شاعر بھی اپنی خزانہ ایسے داناں سے بھر چکا ہے کہ اس کے بعد پڑھنے
 دانے کو نہ بیٹھ سکا کیا کہنے کی فکر ہر جاتی ہے۔ شاعر میں اگر کئی شعر
 بکھیریت ایک شاعر کے شریک ہر وقت سامنے میں تو میں ملنا
 دیکھ کے تو اسکا ایک خاص طبع حاصل ہو گا ہر شاعر کے انداز الگ انداز
 الگ وضع قطع الگ پڑھنے کا طریقہ الگ بھارت جتانے کی اداسی الگ
 اور کہنے کا صورت طرز دیکھا جاتا ہے جس سے روایت اور قافیہ کو
 اور ایک ہی ہر جاتا ہے وہ سب الگ ہی الگ ہر جاتا ہے جتنا
 شاعر میں اپنی ہر شاعر میں یکساں ہیں اور ہر شاعر میں

و کچھ جہاں سکتی ہیں اور ان ہی چند سلاطین سے عام انسان و شاہ غریب
امتیاز ہو سکتا ہے مثلاً غزال پڑھنے سے چھلے یہ جھوٹ بولتا کہ غزل نہیں کی
ہے بلکہ اس جو شاعر نہیں کہ کافر سفید جھوٹ بنانا بہت زیادہ احوال پرست
تو تھا کہ جو در میں شریک ہے وہ دھکی میں اور پڑھنے کے کتاب میں کچھ مسکے
خارجی سے کہتا کہ جو حضرات تھے کچھ ہیں ان کے بعد پڑھنا شروع کرنا چاہیے
آخر کا مجبور ہو جائے کہ انداز سے دہری اور شیخ اس طرح نصیحت کر لیا کہ ہم
سے چند روز میں گھبرا پڑ جائے اور پانچ پانچ روز سے کہتے جانا کہ آج ہی غزل
سلام ہوئی تھی شریک کے ہیں بلکہ ہیں۔ لیکن کسی کو اس پر داد و کھلاب
ہونا اس کی تسکین بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ہر شاعر میں یکساں ہیں
اور اگر کسی میں نہیں ہیں تو اس کو لوگ انٹرنی ہستہ یا مافوق کہتے ہیں
لیکن آج کل کے شاعر میں کوئی رشتہ کی خاطر کہا جاتا ہے ان باتوں سے
علم و ذکر زیادہ ناٹا رہی ہیں اور کیا کہیں کہتے ہوتے شرم آتی ہو کہ ان
ہی انٹرنیوں میں ہمارا کچھ شاعر کہ غزال کسی سعید سے غزل کے شروع کر دیتے
ہیں اور دوسری طرف جمیل مرحوم کی دوسروں کے آدھری کی طرح وہاں شکر
ختم کر دیتے ہیں یہ کچھ کوئی شاعر ہی میں شاعر ہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ
شاہ ہے ہی اور سننے والے شفا شفا شکر کہہ رہے ہیں۔

اس نے پچھلے غزل پر جن کی غلی گھبروں 'تبر غلاب' آتش ناسخ

دفعہ وہ تو برتنی میں بیٹے لیکن وہ حاضرہ کے شاعروں کی بجائے ڈنگ
ہر جہانے تاکو کہ از کم ان کی آواز اور ان کے پڑھنے کا طریقہ ہی ان کے
بعد باقی رہ چکا اور آئندہ پیدا ہونے والے شاعر اگر سوزن کی مدد سے
گھڑے ہوتے شعرا کا کام ان کی زبان سے سُن کر اس کی کوشش کریں
کہ خدا جانتے شکر کس طرح پڑھتے تھے اور ان کی آواز کیسی تھی لیکن
جب یہ چند مسائل میں وہ لکھنے والے غزل آتے ہیں چارویں اسے بدل گئی ہے
عدا بہم پیچیدہ پیش کرتے ہیں کہ ہر شاعر کا ایک بڑے دلا غزل ہو غزل آج تو کہ
بھی نہیں لیکن ہر برس کے بعد ایسی قہقہے جانیں گے کہ غزل کی کوئی
مالی قیمت ملے گی۔ تو اگر ہم یہ چاہیں کہ ہمارے شاعر میں خود
غالب وغیرہ میں سے کوئی شریک ہو جائے تو ہمارے اس خواہش کے شریک
کہا جائے گا لیکن یہ سے ہر برس کے بعد اگر کوئی صاحب شاعر ہونے
شاعر ہو کہ شریک کرنا چاہے گا تو ہر سفید چارہ پر بالکل اس طرح شریک
غزل آئیں گے جس طرح آج کل شاعر میں میں نظر آتے ہیں۔ چارویں یہی آواز
ہرگز ہی نقل و حرکت ہو گی، یہی شکل و صورت اور اگر لوگ ہم کو گھبرنے میں سے
بات کہنے کہ ان دینے ہمارے سنا کے عقد پڑھانے کی کوشش کریں گے تو ہم
بالکل وہی ہوں گے جو اب ہیں اس وقت کے لوگ ہم کہہ کر آواز نہ کریں گے
کہ کچھ شکر طرح پڑھتے تھے نہ تھے، اور کس طرح بیٹھا تھا کس طرح
سنا کرتا کہ نصیحت کس طرح ہوتی تھا کیا کیا جاتا تھا اور کس طرح

مکے نزدیک ہادیس کی سنت یہ کہ وقت ہوتا ہے کہ ہمیں کہ پہلے تو ان خیریں
جواب دیتے رہتے ہیں پھر اگر گنا شروع کرتے ہیں پھر گایاں بگے کہ دل چاہتا
پھر مکے کے لئے کا اناہ کہتے ہیں اسے خیر کہتے ہیں اسے اگر کسی غارتی کو شروع
شروع کر لے پہلے پھر مکے کے لئے کا شروع کرتے ہیں۔ اب اگر اس وقت کسی
کسی کو گھر سے اپنی بیجا شکایت مانیں اسے اس میں غش یا غش پنا شروع کر دیا
تو میں خود کشی کر لے چاہتا ہے۔ اکثر یہاں بھی چاہے کہ تم غلام۔

مکتبہ جلیلیہ ہند کا دوسرا سخت ہوائی قومی ہوس میں غزوں.....

کسی نے دست چھتے چھتے ہم عہد چھریا۔ میان کیا کیا ہوگا آپ کے پاس
گھڑی ہے؟ وہ ہمارا دل چاہا کہ اس کے دل میں چاہی ایک کریم اور شروع کر۔ یہ بھی
اسے گھڑی کے پھر ہمارے خدا اس کے پاس اس وقت آتوں کے لئے شروع کیا کہنے نے
غارت کر دیا لیکن جب اس کے دل میں یہ چاہا اس طرح ہو گیا کہ

مکتبہ جلیلیہ ہند کا دوسرا سخت ہوائی قومی ہوس میں غزوں.....

تو ہم اس کا خیال بھی نہیں کیا کہ گھڑی اس کے دل میں بانی ہوئے ہے
جو کہ ہم اس کا خیال بھی نہیں کیا کہ گھڑی اس کے دل میں بانی ہوئے ہے
گھڑی سے شروع کرتے ہیں لیکن اس قسم کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں زیادہ تر وہ ہوتا
ہے کہ اس نے پہلے ہوس کے لئے غزوں سے شروع کر دیا اور شروع کر دیا کہ اس نے
پیشوا کا مختصر اجزا کر لیا یہ کہنے آج پھر آدہ دینا ہے ہند یہ کہنے

اور بعد میں خیال آتا ہے کہ ہندو شروع کر دیا اس کے لئے دینا ہے ہندو
کہ دینا ہے ہندو کہ گھڑی کے لئے دینا ہے ہندو کہ گھڑی کے لئے دینا ہے ہندو

مہاراجے کا شروع کرنے کے لئے ہم کیسے کر لیں گے۔ ہمارا گھڑی ہمارا
اس شاعر اور امری کو مجھڑ کر اس خدایا سے بھگت حاصل کر لیں لیکن یہ ہو گیا
ہوئے کہ ہوس پہلے چھڑنے کا کام نہیں تھا تو یہ کہنے ہیں تو یہ پہلے نام ہے
لیکن چھڑ دیا کہ ہوس نے اگر شروع کرے کہ شرکت کے لئے ہو گیا ہیں۔

تو وہ توٹ جاتی ہے ہندو کی کیفیت شروع ہو جاتی ہے جس سے ہم تو ہم
ہمارے گھڑی کے بھی عاجز آگئے ہیں۔

اسی طرح سڑیج نے ہماری گھڑی کا غیثہ توڑ دیا۔ لیکن ہم نے ان کا سر
نہیں توڑا اس لئے کہ اُن سے ملازم تھے اور یہ ذرا پھرتی سی بات تھی کہ
ہم چار آنہ کے غیثے کے لئے ان کا تیس سو توڑ دیتے لیکن انھوں نے
فرسودہ سڑیج نہ توڑا یا حالانکہ ان کی گھڑی یا گھڑی کے دام دینا چاہئے
تھے سلطان نے ہماری باریسکل میں بیابادگ پیدا کروا دیے کہ وہ ایک قسم کی
سرسراہیل ہر کر رہ گئی ہے۔ یعنی اُس کے ٹکڑے چھتے ہیں پھر پڑتے ہیں
لیکن ہم ان سے یہ نہیں کہہ سکے کہ تم باریسکل نہ دینے ڈار ڈینا اس
لئے کہ وہ کدیریں لگے کہ میں نے ڈجری لگوا دی تھی۔ اور ہم کو خوار مش
ہر جانا پڑے گا۔ بھائی بھیل کے لاکے نے ہمارے سترم کتبہ توڑ دیا۔ لیکن
ہمارے چہرہ پر ایک خشکی بھی پیدا نہیں ہوئی ورنہ سب یہی کہتے کہ بچے کی
خصلی پلائے ہو کہ تم ہر ایک سب بھائی جیسے نے دوسرا سب لگایا اُس
بھی ہم سے کہتے تھے۔ یہ بڑا اگر جو سب توڑ گیا ہے وہ ایک بیہ بالا ہے
اور جگہ رہا ہے وہ اس سے بہت کم قیمت ہے۔

ہماری اس قسم کی توڑ کا اگر عزت کہتے ہیں اور یہ وہی موت
ہی ہے جیسی سے ہم شیعہ کو شدید نقصان پہنچانے کے بعد جو خوار مش
ہر چلتے ہیں۔ یہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تماری دشمنی ہمیں موجودہ دور
میں موت و آفت و آفت فیشن ہمیں متروک ہو گئی ہے۔ لیکن جی توڑ کی

موت

ہم نے تو خابیت شوق سے اپنے بارہ بیابادگی کے درخت لگائے اور
ابھ کہ ہمارے پڑوسی بھائی اچھ کی بکری اس طرح چرنی کہ اگر ہمارے نہ کھاتے
توڑ بھی اتنا دل نہ دیا جاتی ایسے وقت ہمارا دل میں چاہتا ہے کہ بھائی اچھ
کھاتے مارے گراہیں اور ان کی بکری کے کباب بنا کر تمام غلامین تقسیم
کر دیں یا اس کا تاجہ پیش کر دے خود نارنگی کا درخت بن جائے لیکن ہمارے
اس کے کدو ایک ڈنڈے سے لگا کر بکری کی ناگہ توڑ دیں اور ہم سے
کچھ نہیں ہر سکتا یا ہمارے دوست آتیں ہمارے گراہ فری کر پڑا پڑی
کے تمام بھائی کر لے گئے اور وہاں اس میں اتنی کوک بھڑکی کہ وہ
نوٹ گیا اب ہم اس کے سراپا کر سکتے ہیں کہ ان سے اس کی عزت کے
لئے کہیں حالانکہ ہم کو تیار نہیں دینا چاہئے لیکن نہیں لے سکتے

[illegible]

عجب نواز آگیا ہے کہ اگر کسی سے عزت کے سزا دے دے جیسا کہ آ
 مشکوک ہے تا چھ مہینے کا عرصہ نہ دینا اگرچہ اصل ہے ات اصل میں یہ کہ
 ہے جو کچھ خود نواز کیس میں مبتلا

اسماء بنت ابی بکر

یہ تمام کچھ ہاں۔ مخلصین۔ اقلیت کے تواریفوں پر کیوں حوالہ دیتے ہیں۔
جس دوسرے دوسرے کے خلاف خود کو دیکھا جس سب دنیا کی جمہوریت کی
نہایت متاثر ہیں۔ اگر وہ غیر متاثر تھے تو جیسے خود کو جانتی تو ان میں سے کسی کی
بھی ضرورت نہ پڑے۔ کئی نوبت کے ساتھ کسی چھوٹے ملک کا تواریف
کی ضرورت پیش آتی نہ کر لی گئی۔ تمام تمام دنیا کی بڑی بڑی مالی
شمالی علاقوں میں جھگڑا ہے کہ ہمارے وہ لوگ آپ کے لیے کیا کام کر رہے ہیں۔ لیکن یہ
اور یہ نقد کے ساتھ نقدی اور میں ہوں اور بہت ہی دشمنانہ باتیں کرکے
کہہ رہے ہیں۔ ہمارے تو یہ بھی مشترک ہو گئے ہیں۔ آپ کہیں کے کعبہ عروقت
شوہر نہیں ہوتی تھی اس وقت بھی جھگڑا نہ ہو۔ تھے اور اس وقت بھی
لگے ہیں جس دوسرے دوسرے کے خلاف خود کو دیکھا جس کی حد تک آپ
میں لڑتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس چیز کا عروقت کہتے ہیں وہ کچھ
دنیا میں پیدا ہوئی نہیں ہوتی اور یہ لفظ بھی اس طرح پیدا ہو گیا ہے کہ دنیا
اس کا دور کے متعلق استعمال کرتے ہیں اور اپنے متعلق کبھی خود ہی نہیں کہتے
کہ ہم میں بھی عروقت نہ ہونا چاہیے یا نہیں پس اس کا استعمال ایسے وقتوں پر
ہوتا ہے کہ کسی شخص پر لیٹریٹ کے بجائے اس دور پر تیار نہ کہ بابہ وہ شخص جو
ادارے کے عہدہ توڑا دینے کو اس میں بھی شکایت کے ساتھ لکھنے چاہیے

یہ حضرت صاحب ہمارے بڑے بڑے ہیں اور سب سے بڑے ہیں جو تہذیب کے
 علاوہ ہمارے ہر مذہب کے ان نانا صاحب مرد تھے اور یہ ہمارے ایک شان
 میں ایک خاصیت بھی رہ چکے ہیں لیکن آج خدا نے ان کو حاکم بنایا ہے تو ہم
 کو پہچاننے بھی نہیں اور ذرا سے ٹوٹا لٹھیر کا پاس دہرے جہاد کر دینے
 یہ حال ہے جناب آج کل مروت کا ٹیکس انہی شخصیت کے متعلق ایک دوسرے
 آدمی یہ شکایتیں کرتا ہے کہ اگر وہ نکاح ساتھ آٹھنا بیٹھا لیکن مروت
 پر دوسرے دے مانگے تو اس سے مروتی سے انکار کر دیا کہ خیرت ہر گز نہیں
 میں مروت نہیں وہ انسان کس کام کا۔ اور اس دوسرے شخص کے متعلق
 ایک میرا شخص کہتا ہے کہ وہ سارے کے آگے میں لگانے کے بعد ان کے ہاں
 تو ہم بھی لیا ہر مرد جانے کرنا شروع کر دینے اتفاق سے شیک پر نہیں مل
 تھی اس لئے ہم خود ہاتھ نہ پھیلاتے لیکن ان کی ہر مروتی تو دیکھنے کے چا دل ہر
 انہی تک ہے انکار کر دیا۔ خدائی مار ہے ایسے کہ نہتہ جہاد و قہر
 مروت خواہ تھی ہی اچھی چیز ہر ایک اس میں شک نہیں کر سکتے وہ
 بہت ہوتی ہے اور اگر کوئی یہ نسبت انسان مروت کو اپنی وضع بنائے
 اور اس وضع پر قائم رہنے کا عزم کرے تو کچھ بیچے گی یہ دیکھائے اس کو
 اقرب بہت جلد وہ ڈالیں گے یا وہ اپنے عزم میں قائم ہو کر اس وضع کو چھوڑ
 دینے لگا۔ اب میں دیکھنے کہ ہم نے جس وقت یہ طے کیا کہ ہم کسی رسالہ میں

بہت مروت کوئی مضنون دوسرے اس وقت ہم کو اپنے ناموت ہونے کا خیال
 بھی نہ آیا لیکن جب اپنے انامہ سے نکال کر صحت میں دے کر ہفت روزہ ایک
 جھجک سی پیدا ہوئی کہ ہم کس طرح اور کیا رسالہ جات کا بہت کے بنے
 لکھیں جن سے دیرینہ تعلقات ہی اور ہر ہمارے تقریباً دوست ہر ایک ہی
 نظر رہ گئے ہم جھجک کر اس پر کچھ راجت مضامین میں شروع کر دیے
 تو اس سے وہ لوگ کے بعد ہم نے طے کر لیا کہ اب مروت کو بالائے طاق رکھ کر
 اور تہذیب شروع کریں دوسرے رسالے سخت کے مضامین لکھوانے لگے کہ
 ہم کہہ رہے ہیں کہ اور ہمارے مروت دوسرے وہ جانے لگے اندر بہت خود
 لکھ کر رسالہ سے کہ کے اساتذہ و اولاد کو شری کے پورا راہ سے کہ کے اور
 اساتذہ میں نا کام رہ کر ایک دوسرے نے بہت کی اور ایک سال کی مضمرنی
 فراہم کر کے اب یہ بہت کے لئے لکھ دیا۔ لیکن جب خط لکھ کر اس میں
 ڈال چکے تو اس میں ہمارا کہ ہم نے خواہ لکھا وہ اس چند وہ دیکھ کے لئے حق تھا
 کہ جہاد کر دیا یہ اب تک قائم تھے سر حال اب تو ہم کہہ رہے تھے یہی چکا۔ اب
 جو اس خط کے جواب میں لکھا تھا وہ اپنے مال کی شکست کا دستانہ دیا اور
 نہایت کی خوبت کے لئے اپنے اہلکار کا تذکرہ کرتے ہر ہم کو اس پر لمحہ دیا کہ
 نیکہ دن اور وہی بیگاہ کو رہا داشت کچھ اس کے بعد اتنی اور تہذیب جو
 لکھیں گے کہ ہم تو جناب ہم کہہ رہے تھے ہم کوئی آدمی مروت عرق نہ لگے

اور ہم نے فرمائے کہ کھدیا کہ نہیں صاحب غفلت سے پہلے خط میں آپ کے
لکھ دیا تھا میں تو آپ کا خادم ہوں آپ طینانی رکھنے میں ذمہ داری کی ہر منت
منا میں بھیجتا رہوں گا تقریباً بیس سال ہر سال کے ساتھ ہر دور پر سال
کی خدمت ہے۔ اب میں ضرور دھواؤں ہوں یہاں بھی بگوار شہریت
برگئی اور سالی حالات بدستور۔

ابکہ زمانہ ایسا آگیا کہ ہم کو اس بیگوار نے ہمارا ڈھکیا اور موت کی
رج سے لگتی انکار بھی نہیں کر سکتے تھے لہذا اپنی بیوی کو طول دیتے رہے
بگوار میں کو فخر ناک بناتے رہتے یہاں تک کہ ہمارے ذاتی سامان نے فرمایا کہ
تم کہیں جگہ سے جاؤ پناہ پڑو وہ وقت تھا کہ ہم نے اپنی زندگی سے
اتھار دھریا اور زندگی کے ساتھ ساتھ جو ضروریات تھیں ان سے بھی ہاتھ
دھڑا کر دے ہمارے بیٹے نے بیٹے کی موت بھی جو بڑے بچے کی موت تھی
ہے اور جس کے بچل ہم کہ اب تک مل رہے ہیں میں اس بیماری کے بعد ہمارا
مزاج ایسا بڑھ چڑھا کہ ہم نے غصہ میں ان کو ایک سرگرمی میں لگائی ماسد
اس ضرور کا نام رسائی کے نام سے دیا کہ اب جا ہے جو کہ ہم منت میں
ضرور دے دیں گے۔ ایک سطر بھی جاؤ موت نہ لگیں گے۔ بگوار میں ہمارے
کے ساتھ ساتھ شہریت اور موت کا نقشہ لکھا بھیج دیا اس مراسم کے بعد میں
بست سے رسائی تو خاموش رہے بہت سے رسائی نے بھروسہ میں مضمون

دائیں والے خط کیسے بہت سے رسائی نے کہا کہ آپ کی بات نہ ہوں گی
یہ بچے گا۔ اور بہت سے ایسے رسائی بھی ضرور لے کہ دیا کہ ضرور
دی گئی ہو گی۔ ہم نے ضرور دے دی گئی کہ باوجود جناب میں وقت میں کے
دو پہلے وصول ہونے میں کہ ہم پہلے پہلے اس حلقہ کا اس میں ہمارے
مصلحت عام میں موت کہتے ہیں اور ہم نے لے کر دیا کہ اس کی موت
کا پنے پاس پہنچنے کی ضرورت کے چنانچہ ہم نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور مصلحت
پنے کی منت سے پانچویں کی ضرورت ہمارے بیویوں کو فخر میں ہمارے
بیویوں کو فخر میں ہوں ہمارے لواحقین میں تبدیلی کے غلطیاں ہونے
ہم نے منت سمجھنے کے ارادے سے ضرور لکھا کہ اس ایک بچہ ہم کو فخر میں
ایسا اور ہم نے دی کہ اس میں بھی بگوار اب یہ کہا جائے کہ ہم میں لگا
ہے یہی نہیں تو غلط ہو گا تاہم مانگا کہ تیسرے بہت سے کامیابی میں تبدیلی
برگئی ہے شفا یہ کہ پھر اور تیسری ہی گناہ کے بعد اب موت کی کئی بدیشی
میں موت دے دیں گے وہاں ہے۔

موت تو تھا ایک دوسری کہ ہے کہ اگر کوئی موت سے کام میں کہ
برگوار میں بچے کو آئی گئی۔ اب اس موت کی کوئی رسائی سے ایسا لکھا گیا
جائے گا کہ وہ بھی درست ہو جائے کوئی تو یہ ہے کہ بھائی صاحب
اور اب بگوار میں ان کا نے کئی سے شہر ہے بھائی ہم کو بھی ملے وہ

[illegible]

اور یاد رکھئے کہ جب تک مدت کا نشان بھی باقی نہ رہے تو اس کا کچھ کرنا تو ضرور چاہئے
 تو میں میں نہ بھیجئے اس وقت کا کتاب وہی زمان ہے جو ہمارے غنیمت نہیں وہ دیکھنا
 چاہئے مگر یہ تو کہہ دیکھ لیجئے کہیں کے پہلی کی کتاب لغات میں اس ہضم کا
 کوئی نسخہ نہیں ہے اور میں یہ کہہ کر آج کی مصلحت میں سراج کچھ غریب
 نہیں ہوتا اور تاجر میں اور ہر وقت تجارت کی سنت ترین و شہسازان کی ہاں
 اسل کا شت ہی نہیں ہوتی اور ہم ہندوستانوں کے یہاں انسان بتا ہے
 کھانے چار کے پانچ عناصر سے جس میں ایک درخت بھی ہے تو جاننا یہی صورت
 میں کیا اس کی جانستنی ہے کہ ہندوستان توئی کر گیا آج اگر ہر وقت سے
 بچنا نہ ہر جائیں تو توئی اس کا میانی چارے قوم جو ہے کی ایک ہی ایک
 قسم کی مراد ہے کہ کرم موت سے بچنا نہ ہر جائیں چاہئے۔

مطب

مطب کیا ہے اس کو کرم دینے سے مطب جانتے ہوں گے اور ہم نہیں جانتے
 وہ صرف کتاب کو سمجھ کر کہاں اگر نہیں پڑھو گے انہماک کے اختیارات سے پلٹے ہوئے
 بہت سے تھکاتے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں میں وہ جگہ عام طور پر مطب ہوتی ہے
 مطب کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہاں بہت سے وہ بھی مردوں کی مسود
 تو ملتی رہتے ہیں وہ وہاں پر یہ شے کے کھانے پینے پر نہ ہوتے ہیں
 جو لوگ خود کے فضل سے چار پیسے والے ہیں وہ وہاں کی طرح ہاکی پڑھتے
 لکھتے ہیں اور جہاں سے بھی زیادہ روپے والے ہیں وہ مطب جاتے ہی نہیں
 بلکہ مطب کو اپنے دولت خانہ پر بلا لیتے ہیں مختصر یہ کہ مطب کی یہ وہی ہوتی
 نشانیاں ہیں اور ان دونوں سے زیادہ ہم شناخت ایک میری بھی ہے جو
 پڑھنے والے لوگوں کے لئے ہے یعنی مطب پر ایک سانس پورہ بھی لکھ کر ہے

اگر فرض کمال یہ شناخت ہوگی اسی کہ جس کے پاس آج آئے ہیں وہ جانور ظلم
 یقانونی و غیر کاؤ اکثر نہیں بلکہ آدمیوں کا ڈاکٹر ہے تو میں یہ نہیں کہنا سکتا کہ
 ڈاکٹروں کے تمام غم ہو گئے اس لئے کہ وہ ڈاکٹر کی بھی صواب قسمیہ بن چکے
 ڈاکٹر وہ ہیں جنہوں نے ڈاکھی کا کام میں پانچ سال کے کارس کو دیا ایک
 مرتبہ نہیں جو کہ سات آٹھ برس میں پڑھا اور پاس ہو کر ڈاکٹر بنے ایک دن میں
 جنہوں نے عمر تیرے ایک دن کا سب سے بڑا دیکھنا ڈاکٹر کا حقان دے کر
 ڈاکٹر کا سب سے زیادہ ڈاکٹر بن گئے ایک دن میں جنہوں نے غیر کچھ پڑھے
 امریکہ تک سے ایک سنی آئے وہ بھی ڈاکٹر ہیں مگر ایسے ڈاکٹر ہیں خود ہندو
 دینا گیس دھان کے وصول کر کے ڈاکٹر ہو گئے مگر ان کے ڈاکٹر بننے کے مختلف
 طریقے ہیں اور ڈاکٹر بھی مختلف قسم کے ہوتے ہیں جس کو لوگ سب سرجن
 کہتے ہیں وہ بھی ڈاکٹر ہسٹن سرجن ہے وہ بھی ڈاکٹر بلکہ بعض اوقات
 ہر کہا شدہ ہی وہ بھی ڈاکٹر کہھا جاتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ کسی بیمار سے
 نے وہ ہیں پانچ سال سر کھا یا ہے تو کسی نے کھنڈ میں اور میں کو سلا سرجن
 بننے کا شوق ہوا وہ سات سہار روایت چاہر پھا اور میں لوگوں کے دنیا یک
 ڈاکٹر ڈاکٹر سب برابر اسلئے پندہ ہے دعا گو ہے سب ہسٹن سرجن بن کر
 ڈاکٹر بن گئے کہ جسے بیمار مرے ہیں وہ ڈاکٹر صاحبان ہیں جن کو گھر بیٹھ ایک
 دواؤں کے کہیں دوا ایک کتابت دہر ہو رہی تھی نے ڈاکٹر بنا دیا ہے۔

ابھی میں حال بچوں کا چکا گئی غلطیہ کا کی اپنی حکیم میں غلط مضمون
 کہ تجویزوں کے حکم کا صاحب کیا ہے تو کسی نے گیلیطیک کا کھنڈ میں حکم سنا ہوا
 بحر میں ڈاکٹر کے سلسلے دانے تلوار کر کے کچھ لکھا ہے اور ہر سے وہ حکیم بھی ہیں
 جنہوں نے اپنے دھرم خانہ کے ایک خطا بھیج کر تمام قائلہ کی سند بھیجے
 لگائی ہے۔ ہر حال میں یہ حکیم اور حکیم بن جیسے کہ گھر کی کھنڈ کچھ نہیں
 اس نے گھر کا ایک کونہ کی کچھ ایسی دوا میں ہے کہ میں گناہ کا جس سے گھر حکیم
 کا مطلب ایک شیشہ کی بن گیا ہے اور ہر جگہ سے حکیم بن جانے کی سند ہے
 کسان کے ساتھ مل کر کسی ہے حال ان کے حکیم کے خستہ اپنی تاثیر کے اعتبار سے
 عدم آباد کے پاس رہتے ہیں کہ ثابت نہیں ہوتے لیکن قبرستان کا آباد ہونا
 ان کو غیر حکیم ثابت نہیں کر سکتا اور دوا کے طریقہ کار بن ہو دیا سارا
 ہر دوا سے لے کر حکیم کسی طرح غصہ نہیں کیا جاسکتا۔
 فاضل ان خستہ تمام کے ڈاکٹر اور حکیم کی کثرت نے ہر شہر کو شہر کا
 ہر ایک کو یہ پندہ تصدیق ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی دوا بھیجے ہے تو میں نے
 دوا میں میں کوئی بڑی دوا ہے کہ حکیم کو ڈاکٹر کے طریقہ کار میں دوا نہ ہو ہر
 شخص کو ہی قسم کھانی ہو وہ ڈاکٹر ہے جس ایک دوا میں برائی اے اپنی اپنی
 بنائیں یا دیگر شایانہ کثرت خود ہر ذات اور شہر میں پڑھ لکھ ہو
 طب حکیم کا ہر ڈاکٹر کا نام ہو رہی ہے تو وقت گزرتا ہے اور

نہ تو خیر دکھائیے گا۔ کل فائزہ اور فائزہ کہتی ہی کہتے۔ دوسرے مریض کی
آواز بلند ہوتی ہے اور دوسرے مریض کے ساتھ بھی بائیں ہی کیا
جانتا ہے جو اس مریض کے ساتھ کیا گیا صورت و دواؤں میں ٹھنڈا بہت فرق
ہوتا ہے جب تو یہ کہ حکیم صاحب کے شاگرد یعنی نوز کھینے والے نوز میں
"اٹھا دواؤں اور دواؤں کا دوسرا نہیں کہ جانتے اس لئے کہ پتھر
بالکل نوز کے ساتھ دیا جاتا ہے حکیم صاحب جیسے ہی دوسرے مریض
کی طرف توجہ دیتے ہیں پھر مریض ٹھنڈی دوا دیا جاتا ہے کہ پتھر
اسد پر چلتا ہے۔

حکیم صاحب اس پر کہ پتھری کا سکتا ہوں؟

حکیم صاحب نہیں صحت رنگ کی ال کا پانی اور روٹی کا چھلکا۔
مریض: حکیم صاحب من کا نوزا خواہے دیا سا آہم کا اچھا کالہ؟
حکیم صاحب جی نہیں آپ کے لئے زہر ہے۔ آپ صحت رنگ کے دال کا
پانی اور روٹی کا چھلکا۔ آپ کے بکھر کا نزل خواب ہے۔ تی زخمی ہوئی ہے
بہت سخت ہے۔

حکیم صاحب دوسرے مریض کا حال سننے لگتے ہیں پتلا
مریض پتلا ہے اور پر چلتا ہے۔

حکیم صاحب چاہی سکتا ہوں؟

حکیم صاحب: ہمارا رنگ دودھیلوہ مشکا رنگ صورت ایک پانی روا کے
گھٹن بھر کے پتہ۔

مریض: اسد ایکٹ؟

حکیم صاحب: ابھی نہیں فسادیم جگر کم ہر تو بتاؤ۔

مریض: توہ کب کم ہر گا سال بھر تو بر گیا۔

حکیم صاحب فست سے بچے ذاب کا کھانہ کالہ کہ دوسرے مریض
کی طرف توجہ دیتے ہیں اور پتلا مریض جاب کا اشتہار کے نوز چھلکا
ہے حکیم صاحب دوسرے مریض کی بکھنے ہی فرماتے ہیں۔ معلوم ہوتا
ہے کہ کہ جہاں مریض باقاعدہ دوا نہیں دتا آئی کیا دوا لگائی یا دوا
سے نوز دے گا۔ دھامیں اپنا کشتہ کی جہاں مریض دیتا ہوں ہی سہیہ کی
دوا نہیں ہیں اس وقت آپ کی فست سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دستہ کی کھنک
آپ بہت اتر ہے ابھی چھنے بھرے نہیں ہیں خود حاضر ہو جایا کروں گا
کی جیسے مطلب سے اٹھ کر چلے آپ کہ کھنک کا فستہ دے کہ پتھر نہ لے گا
اور بہت سے شک و شبہ دیکھنے کا۔

مریض تو پتلا پتلا اور یہ کا فست نہ لے کہ ہے اور حکیم صاحب کی
کیا ضرورت ہے؟ کتنے برسے فست ہے۔ یہ کہ پتھر کی پانی پر دوا
پتھر دوا میں کا دوا دوا لیا ہے دوا میں دوا لے لیا ہے ایک ہی مریض ہے۔

چاہیں۔ وہ بچہ قدر کرے اس کا نام طباعت ہے۔ چھ بچکے سے نہیں کئی
 غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ ہر ایک سے بات نہیں اس کا حکیم مانتا یا نہ چنتا
 تقریباً ایک سال ہے ایک بالعمدہ حکیم ایسے ایسے چاہیں وہ بچے معلوم نہیں ہیں
 بھر میں کتنے مریضوں سے اختلافات ہے اور اگر کوئی ایسا بھیکے مگر مریض
 ہے تو اس سے کم از کم اگر اس کے زمانہ میں ایک درجن کو دے مگر اسے
 بشرطیکہ وہ کھاد ہو یا سرسبز پھل کا تیل بشرطیکہ مریض ناچر و صحرانی یا
 ایک بروسی آٹا بشرطیکہ مریض غلہ فروش برمل ہی چاہیگا۔ غلہ بھانگے
 بھست کی انگلیوں۔ نہ چھوڑی جاسکے اور اقساں اگر کچھ بچے طبیب
 بہتر کریں تو پیش کیسے بھرے آخراں کا ذریعہ سائنس ہی طبابت ہی تو
 ہے اسی سے وہ پیر نہ کیا نہیں تو کیا پیری کچن کا نہ ہو رہی ہے؟

حکیم صاحبان کی سواری کی پختہ نہیں تھی مگر اب جہاں طبیب میں
 بچا نہ فرش کے کریسیاں رکھی گئی ہیں وہاں سواری میں بچا نہ فرش لینڈ
 بلکہ بڑھ گیا ہے۔ مرنے والا حکیم صاحبان ہر مرنے والا بھی کہ میں قرآن کی
 گرتے کہ خرچ نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کی سواری کے ذریعہ دار کی مریض
 ہیں حکیم صاحب کو گھر پر جانے کے سنی یہ ہوسکتا کہ تو میں چندہ روپے
 جو کچان کی نہیں ہر وہ انگ اور ایک روپہ سواری کا علم و ضرورت دینا
 پڑتا ہے اس کے علاوہ جو کچھ دیکھئے حکیم صاحب اس کی کیا ضرورت

ہے کہ اگر افتاء اشرف ضرورتوں میں آئیں گے اور مناسب کچھ لینے کے بعد بھی
 حکیم صاحب کے سر پر مریض کے زور دے جائے گا کہ کوئی ذوق دوسری عادت
 نہیں رہتی حکیم صاحب کی اس سے مریض چھوڑ جائے یا جسم میں جانا نہ جائے
 نہیں وہ تو بڑا گاڑی کے گرد سے جب گرم کر لیتے ہیں اس کے بعد
 اگر مریض کو ان سے نقصان ہو گا اس کی حالت بہتر سے بدتر ہو گئی تو حکیم
 صاحب بچا نہ اپنی فضلہ تسلیم کر سکتے ہیں مریض و رخصا ہوں کے کہ مریض
 کوئی نہ پڑی ہوئی ہے۔ رات کا پانی یا بارگاہ کباب کھائے ہوں گے ہوا
 میں بچے ہوں گے قبل از وقت کھانا کھا یا ہوا کا دوا نہ ہو سکی بلکہ شریں
 بھیجے ہوں گے چل دی زیادہ کی ہوگی۔ غرض کہ حکیم صاحب اتنے کثیر التخلیہ
 از کام لگائیں گے کہ ایک اور دوا تو سچ بھی ملے گی۔ آئے گا اور جب مریض
 اس کا اقرار کرے گا تو حکیم صاحب ناک چڑھا کر گرن ہوا کہ نہایت فخر
 افراز سے فرمائی گئے۔ وہ تو میں پہلے جانت تھا کہ ہر پیری ضرور ہوئی
 ہے وہ نہ کمال ذہنی گیری و دماغ سے ناخود نہ ہوتا احتیاج ہوا کہ خود کو کرنا
 کہ اگر احتیاط سے استعمال ہوتا تو مریض کب کا وہ رہ جاتا مگر اس کا کیا
 کیا علاج ہو گا کہ نہ ہر کھانے آپ خود غور کیجئے کہ لائی کی ہفت آہ
 کے لیے کس حد تک نقصان وہ ہے۔ لاولی طاقتہ استغفر اللہ تو بہت تیرے
 حکیم صاحب قدر کر کہ اگر تمام ذوق داری مریض کے سر رکھ دی

اور خود ایک ہو گئے اور اپنے ایک ہو گئے گو باغیس ہی نہیں لی ہے صاف
 میں کو خیر ہو اور بنو خیر برائے اسٹریٹس انجمن کا نظام خراب
 ہوا اور یہ چارہ روزہ صوبہ قبرستان مہاراجا اناندر داس جیون۔
 ڈاکٹر صاحبان کا ذریعہ معاش بھی دراصل ڈاکٹری ہے لیکن
 وہ آدمی کو چھاننے اور اس پر قابو حاصل کرنے میں حکیم صاحبان سے زیادہ
 ماہر ہوتے ہیں یا یہ سمجھنے کو کچھ بھاری ہے تو صرف صوبہ ایک آواز
 کو گویا کہ کچھ کے سامنے پر جیتے ہیں مگر ڈاکٹر علامہ صاحب پر بیٹ
 پر کنٹین کے نام سرکاری بھی ہوتے ہیں اگر ان کو صوبہ سے اور پرائیوٹ
 پر کنٹین ہے کچھ بھی آسانی نہ ہو تو وہ اتنی ہوتی ہے کہ گھر سے کھائی میں
 لیکن کچھ بھاری ہے تو ڈاکٹر چاکو گھر نہیں سے آسانی نہ ہو جائے
 تو کوئی دوسرا۔ میری نہیں غائب ہیں۔ وہ ہے کہ حکیم زیادہ خوش خلق
 مشہور ہیں اور ڈاکٹر صوفی کی طرف سے وطن ہر شکل صورت میں
 پرائیوٹ پر کنٹین کے لئے جان نہیں دیتے لہذا ان کا اخلاق انتہا عام
 ہند نہیں سمجھا جاتا پھر بھی ڈاکٹر علاج کے لئے لوگ ایسے قائل ہوتے
 ہیں کہ ہمارے ہی چھ ڈاکٹر صاحب کے پاس جاتے ہیں اور اگر ڈاکٹر
 علاج سے مایوس ہو گئے تو پھر حکیم صاحب کے پاس جاتے ہیں حال
 سب سے بہتر ڈاکٹر علاج کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ہندوؤں کو پھر ڈاکٹر کے

وقت ہر ڈاکٹر کے صوبہ میں دو ایک ہزار پانچ گاڑیاں کھائے کہ
 پتہ اور حکیم صاحب کے صوبہ کی طرح ڈوہیاں اور نہیں بلکہ جو ہوتی ہیں
 کچھ بڑے اور عورت ہندوستان اور عرب صوبہ ہی قسم کے ہیں
 کہیں جو پیچھے رہتے ہیں کہ جگہ نہ ہو شکل جو سے کھڑے رہتے ہیں اور
 ڈاکٹر صاحب ہر جن کا حال میں سن کر کٹھن کھتے جاتے ہیں اور ہدایت دیتے
 ہوتے ہیں کہ ہر گھنٹہ کے بعد ایک خوراک دے اس لئے وقت مناسبانی
 سے یہ نہ کھائی جانے کی اور رکھانے کے بعد دو گریڈ کریم پانی پانی
 سے پانی جانیں گی غذا میں صورت دہا آتش خورکی میں کچھ سے
 آخر دیکھائی میں لگنے والے آگ سے جو ایک وقت ڈاکٹر اور بھی
 دوسرے کے لئے ہے صورت کان اور سینہ کا فرق ہوتا ہے سینہ دیکھنے
 ہیں اور بھی سے کہتے ہیں۔ ہر لو ایک دو تین ہاں پھر دو ایک تین
 ہاں پھر کرا ایک دو تین اس کے بعد آکر دیکھ کر بھی کے سینہ پر ہاں ہاں
 رکھ دیتے ہیں اور دہانے ہاتھ کی پچ ڈال اٹھل سے ہاں ہاتھ کی پچ
 والی اٹھل کو ٹھہرتے ہیں اور بھی سے کہتے ہیں۔ ہر لو ایک دو
 تین پھر دو ایک دو تین اس سائنٹ کے بعد سوز کھتے ہیں اور بھی
 سے خرابیت خیرہ ہو رہا کر لڑتے ہیں اگر آپ کا مستقل علاج سے
 علاج کیجئے اور غذا کا خاص انتظام۔ کھانے آپ کے دراصل ضرورت ہے

ہماد پر جانے کی۔ اچھا حال آپ خلیفہ سے بغلہ بنے گا اس کے بعد ہی
 کسی نوبت پر ہر یک سکون کا پابین کا ٹھکانا بھانا کھن نور کا عقد
 اور جو کھن آج کھن فرمایا ہے وہ ہم اس کے مطابق تین شخصیں جو حال
 مریضی پر اس کے ذہن میں یہ خیالات نہ لگے آتے ہیں وہ نہ مطلق ہی
 نہ کوئی اسی طرف دوسرا مریض آج آتا ہے اس کی نہیں نکلائی
 جاتی ہے آگولہ کے پرے اُنک کر دیکھے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر کا وہب
 ہم اس کے سنے کان میں لگاتے ہیں کہ یہی باسو دست ہستی کیا جانا
 اور ایک دوسرا کھن کو دیا جاتا ہے جس کے مشق ہدایت ہوتی چٹکا کھن
 غول، مکان سے غریب بنے گا اس نے ڈاکٹر صاحب کو وہاں سے
 کیشیتا ہے اور اگر کہیں مریض نے ڈاکٹر صاحب کی جگہ ملتی
 وہ کان کے علاوہ نوسٹریڈ پر ڈاکٹر صاحب نے دوسرے
 دوا خانے کی طرف لکھ کر ڈاکٹر صاحب دوا کی اچھا حال دیا ہائی کھن دوا
 کے فائدہ کر خلیفہ نے لکھتے نقصان چہ چلنے پانے پر کھانے کے ذریعہ اور
 نہیں رہتے بلکہ اکثر بھی فرما دیا کرتے ہیں کہ جب نوسٹریڈ ٹھیک
 نہ فرمے ہوائے کافور فائدہ کیسے ہوگا علاج کرنے سے آخر کیا فائدہ ہو
 میرے سونے کہ ہوا کا دار نہیں لکھتا، بیش خطہ دوائیں دینا ہے اور غریب
 غریب اس کے بعد ڈاکٹر صاحب اس مریض کی طرف متوجہ ہو کر کہتے ہیں

ڈاکٹر صاحبان میں ایک ڈاکٹر دوست ہوتا ہے کہ ہر مریض میں دق
 باسل کے جو اثرات ثابت کر سکتے ہیں اور جان کے بائیں آٹھ کا کھیل ہے
 کہ جب کوئی مریض تھوٹیں ہی دہرے کے قوس کو دق تپایا جاتا ہے اور مریض
 پٹا پر جانے کا مرض ثابت جانے کُل آدم کرنے کے علاوہ کھانے اور غولی
 ہلا نہیں کر کے اپنے سر سے جانتے ہیں بجا رہے کھانسی مریضی دودھ
 آگولہ لکھے آتی ہر مریضی پٹا پر پٹا میں دودھ ہر غریب کو کچھ بھی ہو
 سب دق ہو سکتے ہیں۔ مگر بشرط غرضت۔

ایک اور بات ڈاکٹر صاحب سب پر لیب ہوتی ہے اور دیکھتے ہیں ڈاکٹر
 میں تقریباً ہوتی ہے مریض چاہے ہیں مریض کا ہر دوا کی حالت جیسی کہ ہو
 ڈاکٹر صاحب کھن کو کہ اس کو دودھ غلا میں منورہ بتاویں گے چنانچہ
 صاحب ہی جب مریضی کھانے کے مشق ڈاکٹر صاحب سے سوال کرتے ہیں تو
 ڈاکٹر صاحب کی زبان سے جلا زلہ دودھ ہمیشہ نکل جاتا ہے پھر مریض
 لاکھ کر کشش کر سکتے جھلستے دودھ کے کچھ اور جتاویں مگر ڈاکٹر صاحب
 غلا میں دودھ کے علاوہ اور کچھ جانتی نہیں مریضی پر چہ رہا ہے۔

ڈاکٹر صاحب مسئلہ کھاؤں؟

ڈاکٹر صاحب: دودھ پیجیے پٹ پر کچھ دودھ پیجیے، خوب پیجیے؟
 مریض: ڈاکٹر صاحب دودھ نہیں پیا جاتا ہے؟

انکریں۔ جب آپ دودھ میں حوذا ڈال کر کچھ دیر وقت کھڑا ہو جائیں۔
مرضی۔ اس کا اثر سے تراد بھی دھون پر جاتا ہے۔
انکریں۔ اب ہائی ٹاکر دودھ پیچنے اور کھینچنے میں۔

اسلام خیر مرضی کو بھی بیماری کے ساتھ کھانا دینا ضروری جاتا ہے کہ
اسلام ہونے پر نہ کہ صرف دودھ پیچنے کی اجازت ہے تمام دنیا کی چیزیں
انکریں صاحب کو گھونٹنے میں اور انکریں صاحب پر حذر کیے جانے دو جتنا
نہ مرضی اب جلد سے چھٹنے کا ارادہ کرنا ہے تو آسم سے لے کر
انکریں اب یہ پوچھنا کہ انکریں صاحب بھی اپنی مرضی کے ایسے
پیشہ ور ہیں کہ انکریں صاحب دودھ کے کھانے سے
انکریں صاحب کو دودھ پینا ہے انکریں صاحب دودھ پڑھتا ہے۔ اور انکریں
نہان پائے کے جھکوں کا فائدہ اور انکریں کا دودھ انکی حکمت اور
انکریں کی اصل مرضی ہے۔

مکرار شاد

ایک قوم تباہ ہے تو یہ کہ ان کا دیکھنا ہو تا ہے اشتیاق ہوتا ہے اس
دو قوں میں جو طبعی قسم کا فرق ہے اس کا تجھ سے بڑا طبعی وجہ ہے کہ
جہ بہ حال یہاں زمین اپنی برائی کی معرفت کرنے کے سلسلہ میں کہ اشتیاق قسم کے
شہر واقع ہونے کے بعد نصیب سے بھی کہ اپنے انکریں کی شان میں آپ جو کرنی
ناز و نصیب دہراتے تھے تو وہ سرِ حادہ کہ ہم کو سنا یا ضرور جانتا تھا اور
ہم اس پر اس میں ہوتی تھی بلکہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ آپ کو نصیب دینا کہ
ہم یہ نصیب ماسمیں اس اگر ہاشی کے ساتھ دودھ پینے کے لئے مجھ کے لئے
جلد تھے کہ ہماری دیو کا لئے خود دیکھ کر شاد و بر نصیب دینا جانے
اور حال یہ حضرت عیسیٰ کی کہ نیا دودھ اس لئے عقیدت تھے کہ وہ ہرگز ہر
شرکت کی طرف سے ہی نہ بھی انکریں مشرقی شرفت اور ایمانی کے ہر سخت

استغاثہ میں شاخدار طریقہ پر کاغذ باریک جڑی تھی۔ وہ اپنی بری کامی سنے
 دنیا کی بہترین اور منتخب صورت سمجھنے کے کہیں کوئی اور صورت دیکھنا ہی
 گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ مطلب کہ کاہک وہ اپنی بات سن رہی ہیں مگر
 کو نظر نہ آئے کہ دنیا کی دوسری صورتوں سے محروم کر دیا تھا لیکن اپنی
 اس کیفیت کے عجب وہ یہ کہتے تھے کہ میری بری کے مقابل میں اگر جنت سے
 کوئی اور جہنم یا جہنم سے کوئی بری ہی آج سے نہیں اس کو نظر آئے کہ
 نہیں دیکھ سکتا۔ یہ سمجھ کر میں ہرے آگ کی لگ جاتی تھی اور دل چاہتا
 تھا کہ ان کی اس بری پرستی کو کبھی دیکھتا ہوں چہ بہ چہ بہ اچانک اس نے
 ان کو جواب دیا جانے کہ تم دنیا کی یہ عالمی بری سمجھو۔

محافظ فرمایا کہ تم ان سے یہ جہنم کا نظم دیکھنے کے ہم لوگ
 گئے اور ہمارے ساتھ ہی آپ نے بھی میرا کسفر فرمایا۔ آپ نہایت خوش
 کے ساتھ اس خاموش فکر کو دیکھتے۔ ہے لیکن نظر بہتر سے کہ شامت جو
 آئی تو اس کے لئے سے عمل کیا۔

”اس نظام کو نظر نہ آئے اپنی تمام منہ میں صوفیہ کے بنایا ہے
 یہ منہ یہ جہنم اور جہنم کی یہ فرشتہ کی یہ صوفیہ جہنم اور
 بہترین صاحب نے ان الفاظ کا اس طرز سے کہ گویا اس تعریف سے
 کی بری کو ملے دست تو چاہا وہی ہے اور نور آئے۔“

مجھ کو اس بری کوئی خاص بات نظر نہیں آئی معلوم نہیں اس
 کو اس میں بری ہے کہ آپ دیکھنے میں آئے جہنم ہے۔

یقیناً ترقی کی یہ بات اشتعال انگیز تھی چنانچہ خاموشی اور
 قریب جواب دیا۔ اس میں جو خاص باتیں ہیں وہ آپ کی حقیقتیں
 دیکھیں نہیں سکتیں آپ خود ان سے اس صورت کو دیکھنے آئے
 آپ کو تو صورت ہی غلط دیکھنا چاہیے کہ جس میں آپ کی گورانی نے کام کیا
 ہر دم پر کر رہے۔ یہاں بری کا تو خبر کی، اگر نہیں ہے مگر میں
 پہچانتا ہوں کہ اس سے بچنا ہر صورت میں آپ دیکھنے میں نظر آئے؟

میں نے بات ٹالنے کے لئے کہا۔ سچو جان کر وہ اور قانع ہو گیا۔
 مگر جو گورانی صاحب اس کے عادی نہیں تھے کہ اس قسم کے معاملات
 کو ناممکن سمجھ دیا جائے یا برقی ٹال دیا جائے۔ وہاں میری کفوفہ کی
 کر یہ نظر پر وہ حال و حال تقریر کے لئے کہاں تک کہ دقا ٹھوس نہ
 خود قانع ہو گیا کہ ان کو دیکھنے دیا ہم لوگ میں سے ہر ایک سے فرماؤ اور ان
 کے ہاتھ جوڑے ان سے خاموش رہے کا منتظر رہا یہ صاحب کی کیا بصورت
 نے اپنے الفاظ دانیس نے گراں تو میں کو برقی صاحب نے قابل زور
 دیکھا اور وہ ایک اپنے جوش کے ساتھ میری کفوفہ کے خلاف نہ رہا گئے
 رہتے کہ اس میں میں صورت۔ یہاں سے اپنی بری کا انتظام لے

بہنیں مستعد نہیں سے دہشت غرض کیا۔

خدا کے واسطے تمنا نہ کیجئے ورنہ سب کے کام خراب کلام ہے جو۔
اور وقت جو برباد ہو جائے اور گریہ اس کے علاوہ ہے جانے لگا۔
اس جو دست دشمن نہ مسمی بہ ضرورتی مگر خدا کے لئے اس کی جان بخش دے
کئے گئے۔ لئے بھائی اٹ ڈالیں سناؤ کی ہستی تھکا نظر پائے۔ بخدا
پسوم برتا ہے کہ گویا کی جنگلی قبیلیاں نہ کہہ رہی ہے۔

خود نے لگا دی کے ساتھ کیا۔ مگر تم نہیں چاہتے کہ قاتل دیکھو۔
نیز علم آخواس تفتیح اوقات سے کیا فائدہ۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا: تمہیں ماضی زمانا اس بقیہ عزت کے
تاج کی جنبش خود کچھ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب سے گھاس کھادی جا رہی
ہے۔ حال حاضر فاقہ۔

میں لگا لگا ہوا نہیں رہی۔ اگر کچھ روئے تو آگ کچھ نہ لگے گی بالمش
تو اس سے ادا رہتا مال کی کیا نہ کی۔

میں نے یہاں سے روایت سے روایت کہ عاصیوں نے اس مال فزوی کہ
آپ نے فرجی ملنے کی کہ اس کے نیچے جیسی اسٹیکر کا خضر کی پیش
کہا یا نہ کہ آپ کی بجائی ہے۔

کہ وہ آگ کچھ اور ان کے ساتھ ہی نہیں کی ان مقررہوں سے۔

آگ کہم لوگوں کو بھی اٹھنا پڑا۔ اس لئے کہ اب یہ حضرت اپنی پوری کے
جوش انتقام میں ہمارے علاوہ دوسرے لوگوں کی تفریق میں جو مجلس
ہو رہے تھے اندر وہ وقت قریب تھا کہ کوئی ان عزت کا وقت کہ ان کے
ساتھ ہی ہم سب کی عزت کا خطرہ میں ڈال دیتا۔ ہر حال کہم لوگوں کے فتنے میں اپنی
برائیاں فرماتے ہوئے جتنا مال سے باہر آگئے اور ہمارے ساتھ ہی نہیں تھا
بھی خیریت۔ ایسا ہی کے ساتھ اس طرح چھٹا کہ گویا کوئی بات ہی نہیں
ہے حالانکہ آج صرف اس کی بدولت کہم سے ہر ایک کا ایک ایک پیہ
ضائع ہوا تھا۔ سنا ہاں کہ باہر آگ اس سے قبل کہم لوگوں کے کہیں خود
ہمارے محمود نے فرمایا
آگ کے کام چھٹ گئے۔

نہیں تو یہی تھا کہ کھائی دیتی صاحب کہم سب کی کھا جائیں
لیکن قہر ہے کہم میں سے ہر ایک نے خوف خدا سے ضبط۔
کسی نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا لیکن غالباً وہ خود چاہتے تھے کہ ان سے
لگھا جائے لہذا آپ نے عمل نشان فرمائی۔

بڑی قتلہ اسلام کہ آپ نے یہ دھمکتہ شکل بھاڑ میں سے نکل
اگر واقعی کچھ نہیں تو خود جانے کیا آفت ڈھاتیں۔

اور مستعد سے ضبط ہو چکا اور اس نے غیر مذکور کے عمل جاننے

کے افسانے لکھا۔ آپ نے نہیں نہ دیکھے بیوقوف کہیں کے اپنے مٹری ہیں کے
 پیچھے ہم سب کو پریشان کر دیا تھا ظالم اور اس کے اس طرح غارت کیا ہے :
 غمزدہ بھی جیسے کھجور کے پتھر ٹپٹ : جی ہاں ہر صیبت تو یہ آگن
 تھی کہ ایک صدمت کہ ان کے بچوں کے ہوتے ہوتے نہیں کہیں کہہ دیا
 کہ یہ ان کی برکت حال سلیم صاحب اس سے بھی اچھی ہیں :

دین نے ترکی بہ ترکی لکھا : ڈھکیا کو توڑتے ہی ہے یہ خلیفہ نہیں
 کہہ رہا ہر لمحہ چمکتا ہوں اور خدا کا شکر ادا کر کے کتابوں کی بری بری
 اس صورت سے لکھو درجہ اچھی ہے آپ نے بھی اس کو بری بری عطا یا
 ہے کیا خوب : چہ نسبت خاک دانا عالم پاک :

میں نے لکھا : اچھا دین ایمان سے خدا کے گزرم کو میری کھڑوہ
 دل جانے تو کیا کرے :

اگر اگر کہنے گئے : ایمان لا حول ولا قوہ : میں تو ناشراں سے پہلی
 زندہ لعل پاخانے میں ہانی بگو درگوں :

مستو نے جہل کر لکھا : یہ مستور مسود کی وال ۶
 آسمان و زکوہ دیکھنے لکھنے کو دیکھنے :

غمزدہ نے لکھا : اچھا دین اگر کھڑوہ کی کھڑوہ آجائے اور آپ کو گھن
 اس صورت کے لئے غلام رکھے کہ آپ اس کے کتوں کو فصل کو مار گریں

تو آپ کے یہ تمام دعوے حیرت دہ جائیں گے اور آپ اپنے اسی مستور
 کو سلطنت کہیں گے :

دین نے بھی یہی جملوں سے سپاہ کر لکھا : اچھا میری ہی آپ لکھ
 تو میری کھڑوہ آجائے طرہ درپیکہ اس کی مشافہہ میں ذرا سی بھی گناہی
 کے ضمن نہیں برکتے صوم پر ہوتا ہے کہ گویا اس کے مستعد ہیں عزت میں یا
 نکلور میں ہر حال اب چاہئے اس تھا :

ہم دو گند نے بھی بات کو الکر اپنا اپنا راستہ بنا لیا لیکن مسود اس
 واقعہ سے کہ ایسا مشتعل ہو چکا تھا کہ وہ سید عارفین کے گھر پر پکا اور اس
 سے قبل کہ خود دین گھر پہنچے اس نے دین کی بری سے ایک بے حساب
 پروگرام طے کر لیا اور اس کے بعد ہم سب کو اس پروگرام کی اطلاع دے کہ
 اپنے گھر گیا :

دوسرے ہی دن ہم سب نے دین کو اپنے ساتھ لیا اور ہندو
 باغ کی طرف چلے گئے : دین نے آج بھی میری ناس کی تلاشی میں مصروف تھا
 اور ہم سب کے بغیر جولوہ پر اس کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے یہاں تک
 کہ آج بھی وہ لگا لگا رہا : شہرہ بختیہ نے کہا : میں تم سے چمکتا ہوں کہ دنیا کی
 خیریں بھی میری جوت پر گئے : تاہم اب دین نے میری نظر کی کاشی میں نہایت
 تک نہیں سہکتا : پہلے کہ میری بری کا مصوم شخص میری نظروں میں لگتا : آج

ی پہلے تھا کہ ہم ان سے مشورہ کریں تاکہ وہ آزادی کے ساتھ قنوں کی بنی
 لگنے لگے۔ سو فرسوس میں سے غلوں سے دوستی کرنی۔

ہم سب نے ایک مذہب پر کیا۔ دوستی کرنی؟

نہیں۔ ہاں دوستی کرنی چاہیے کہ ہم تم لوگ دوسرے چلے آئے
 نہ دیکھو یہی غرض تھی کہ میں نے یہ بات نہ کر لیا کہ تم لوگوں کی وجہ
 سے اب تک وہ فعل کی تھی چنانچہ میں نے جو کہ میرے قریب تھی وہ وقت
 تھا کہ وہ یہی تھا کہ کہہ دیا کہ میں نے اپنا عقائد کی بات اس
 نے بھی بتا کر کہوں ہے وہ اس نے یہ بھی کہا کہ میں وہ اس تمام پر تھے
 آج کی باتوں کو اگرچہ یہ ہوا عقائد ہے کہ آپ جلد ہی فرجنا ہوتے ہوئے
 اس کے بعد کہ شراکت کی کہ اگر ہم اس آپ وہ وقت ایک وقت ہو گیا
 تو وہ ان عقائد پر مبنی ہے۔

میں نے کہا۔ مگر یہ تو بتایا کہ وہ فعلی کرتی؟

اور ان سے کہنے لگے۔ اس سے تم کو کیا مطلب ہے حال غایت مسرت
 ناتواں ہے اور غایت ہی عزت خاندان سے تعلق کہتے ہیں غایتی کا نام
 بتانا سب نہیں ہے؟

سورہ نے کہا۔ لیکن صاحبہ ہم سے بھی بددوستی ہو گئی۔

سورہ کو کہنے۔ نہیں بات نہیں کی کہ اس نے غایتی کی قسم دے دی ہے۔

قنوں لگنا۔ اشارت ہے کہ اس کا قسمی ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر پتہ ہے۔
 سورہ نے کہا۔ بھائی اب تو کوئی ہم غریبوں کو جو کہہ گئے جیکہ خدا نے
 فرما کر ہے کہ نبویا کا فری ماہ بنایا ہے۔

غایتی میں ان سے فرمایا۔ تم لوگوں سے بھی عقائد کو لے کر
 ایک شرط ہے کہ اس پر ان کے باہر بات جانے نہ پائے۔

ہم لوگوں غلوں سے بچنا، وہ کہہ کر اس کو شکر اور مسرت پر ہوا
 خیال کرتے ہوئے اپنے اپنے گروہ بن گئے۔ معلوم نہیں اس کے بعد وہ
 ہو گئے اور تمام حالت کس طرح تھی۔ یہ حال دوسرے دن وہ تمام دنیا
 کا مشن اور مذاکرہ کی تھیں اپنے اپنے پہل کی وقت سے بہت پہلے
 ہم لوگوں کے برابر بنادیں باغ ہو گئے اور جس وقت ان کی پھر پرش خاندان
 تشریف لائیں اپنے ہم سب کا خاندان ان سے کہا کہ اس کے بعد سونے اس کے

اور یہ کہ سونے تھا کہ وہ ان دنوں ہی باغ کا طران زمین کے لئے فراغ میں
 داخل ہو گیا کہ ان دنوں نے اپنا بیسے طرفوں کے باقیات پر ہوا کہ یہاں
 زمین اپنے مشورہ وقت پر بنادیں باغ میں جسے برائے نظر تھے وہ کوئی
 ہم لوگوں کی ہر ایک بھی امن و دل حال کے ساتھ پاسان عقل کی طرح ہوتے
 تھے کہ کوئی کہیں ان کو تنہا بھی چھوڑ دیا جاتا تھا۔ یہ حال یہ پُر طعن
 سلسلہ اس طرح جاری تھا اور عشق کے اندھے زمین کا یہ حال تھا

کہ سحرِ طربِ محبت ہی محبت اور عشق ہی عشق اور بقدر ہی بقدر نظر آتا تھا
ہم وہاں نظر نہ کر، کسی مسکراہٹ کی، نہ چپ کڑی ہاتھ آئے کہ ایک سونے غلو
سہلہ بچہ نے ہم لوگوں سے خابت باز دارمان طریق پر کہا۔

یہ تو ہمارے خواب کیا کیا جانے؟

مسترد نے خدایت سجدگی کے ساتھ کہا: "کیوں؟ کیا ابھی صفحہ لکھیے؟"
 فریق نے مسکرا کر جواب دیا: "یہ بات نہیں ہے بلکہ اہر صورت کہ ابھی
 سید پرگنی ہے کہ وہ پتھر پر ہے نہ؟" یہی خبریہ کہ سکتی۔

گنزدہ پرے تو بھر پاک یا خدائے علیٰ جبرئیل؟

نہیں ملے سمجھی وہ ہر کو کہا۔ "نہیں اب یہ معاملہ خالق کی طرف سے کیا گیا ہے اور رمضان میں گناہوں کا عفو ہے۔"

میں نے کہا: "میں نے اس کے بارے میں سنا ہے۔"

جنسی کر بولے: "اے میں بھی ایک ترکیب ہے اور میں اس خیال کے حکم کے
بھی خواہہ آگاہ اور سوجھ بوجھ کے مالک ہوں۔"

کہنے لگے: "تقریباً چھ کراچی ترائی عیشت نہیں کہ دو گھر میں آئے
جائیں: دوسرے ذرا چھ کراچی بھی لکھتے ہیں:"

یہ سنہ پڑھا۔ ”پر کل شو کیا سنو؟“

تربیہ: چیری کی نگرانی کی کہ روکیا کے گی اور اس کو کس حد سے روکیگا۔

۱۔ جنگ کے بعد ہمیں صحت پر توجہ دینی چاہیے اور اس سے مدد ملنے چاہئے۔
 ۲۔ خوراک، نیند، ورزش اور تفریح ضرورتاً شروع کرنا چاہئے۔
 ۳۔ اگر ذرا سیڑھیاں اتر جائیں

نقد و سرچینہ کی یہ کتابیں محض ادبی و علمی لحاظ سے
 اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کا مقصد ان کے پڑھنے والوں کو
 ان کے بارے میں کچھ اور کچھ دینا ہے۔

کہنے لگے: بس وہاں ہی رہ جاؤ، گناہ دلوں کے یہ دو دروازے کھلتے ہیں:۔
 ۱۔ یہ کہنا: خیر میں کسی قوم پر غرور نہ کرو اس لئے کہ وہ ۱۰۰۰ سال
 میں دو بار دنیا میں ظہور کرے گا۔

دقیق سے خوش ہرگز نہ ٹھکانا اور سے خلیع بھلائی بھیج کرانی است
 کے نام لگ بیزنا درج سے ایک اور مصیبت کا افتاد کر دے

سجود کرنے کا، خیر و نیکوئی کی امر و نہی کا شکر یہ بہتر ہے۔
 میرا طرز ہے آپ جیسے نیکو۔ میں اور اب اپنا پیغام دے رہا ہوں۔

تجربہ سے کہنے لگتا تھا کہ ہر گئے اور پہلے چاہیے اور پھر
سورہ مزمل پڑھ کر دینا کہ دین کا بیج پڑے اور پھر جانے لگا۔

کونیں قدر جلد ہرے گلے کو دیا جانے کا۔ چنانچہ وہ
 ان کی ضروری مقام پر رتہ پر خشت آگیا کہ جس نے اسے

برائے اور جیسے ہی وہ تشریف لائیں میں نے ان سے گفتگو شروع کر دی
 کچھ پر تک گفتگو کرنے کے بعد میں نے حقین کو آگاہی اور رسد اور رسد
 کر بھی لایا دینق گردن چھکانے پر ان اور رسد اور رسد پہنچنے پر لے کر پہنچے
 تو میں نے فریق سے کہا۔

”فریق بیان میں نے تمہارے خلق ان مکرور سے گفتگو کی لیکن یہ
 پہاڑی ہیں کہ اس مسئلہ تمام لوگوں کے ساتھ خود تم سے کہہ سکتے ہیں
 دینق نے ایک عجیب خود بیان کی کہ گفتگو کیا: میں یاد ہوں
 برحقہ پوش خاتون نے کچھ سے کہہ: میں اس سے یہ چھٹا پہاڑی ہوں
 کہ عیب ان کی بہن پر ہی مرد ہیں تو ان کو اور سری شادی کی کیا ضرورت ہے
 محسوس ہوئی؟“

اس سوال کا جواب بھانے دینق کے خود میں نے کہہ دیا کہ ضرورت
 کا تو سوال تھا پہاڑی نہیں جتنا البتہ یہ پرچھے کہ پہلی بیوی کے ہر سہ ہونے
 اس طرف توجہ کیونکر مہذب دل فرمائی گئی؟

خاتون نے کہا: ”پہلی بیوی اس کا جواب دلا ہے“

فریق صاحب نے بچے لگاتے ہوئے فرمایا: ”اس کا جواب یہ ہے کہ
 یہ چھٹے کے خرد کہہ کر اس طرف سے بھر کر اور ہر ایک“

خاتون نے کہا: ”پہاڑی آپ کا کہہ رہی ہیں کہ گام ہے اس طرف

سے بھر کر گئی اور طرفین میں سانی سے جا سکتا ہے:

آپ نے بھلائے ہوئے جواب دیا۔ ”حقہ..... ہاں ہوں.....
 میں ایسا تو..... جو اشتراک ہے“

خاتون نے کہا: ”میں بھی نہیں کہ آپ نے کیا فرمایا:

آپ نے پہلے چٹائے ہوئے فرمایا: مطلب یہ کہ۔ دی جو میں نے
 آپ نے چٹائے ہوئے فرمایا۔

مطلب یہ کہ۔ دی جو میں نے عرض کیا کہ لہو کہ
 جب تک اپنی بیوی سے بہت رہی کسی اور طرف توجہ نہیں براہیک
 عہد نفرت ہوئی تو..... تو..... کہہ کی خدمت
 یہ حاضر رہا ہوں:

خاتون نے پوچھا:

”آخر نفرت کی وجہ؟“

آپ نے فرمایا:

”کہ پہلی بیوی اس کی طرف سے بہت گیارہ گھنٹہ پہلے
 ہے، گفتگو ہے، ”الائن“ ہے، ”جانی ہے“ ”فریقہ وغیرہ“
 خاتون نے جس نے کہا۔

”عرض کر دیجئے کہ یہ بھی ویسی ہی پہاڑی تو“

پتہ سے کہا۔

خدا کرے آپ کا سہ اس کا کیا مقابلہ ہو مگر خدا غلامت ایا
ہو گئی تو یہ میری قسمت ہے۔

خاتون نے کہا۔

”اچھا جناب اب ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ میری ساق
مٹ کے بعد آپ کو اپنی جلی بیگم صاحبہ سے قطع تعلق کرنا پڑے گا۔
اپنے سے ضرور ہٹے جگے رہنے جلدی سے کہہ دیا۔
”سہیل غم ہے جو حراجی بار میں آئے۔“

”مہربان نے میرا ہر کر پوچھا۔ یعنی تم اس کے لئے تیار ہو تاکہ
اپنی میری کو طلاق دیدہ؟

لئے گئے۔

”جی شرط ہے تو میں اس کے لئے تیار ہوں؟“

خاتون نے کہا۔ ”اچھا تو اب میں آپ کی ادھاپ میرے گراب میں

لوں۔ جو زہت جا رہی ہیں اور وہ یہ کہ میری کپ کے حق احباب سے پرہیز
کر رہی۔“

”نہیں سہ شامی کے بار سے بیخود ہو کر کہا۔

”جو بارہ نہ کو غلط نہ کر دے۔ یہ سب میرے بھائی ہیں۔“

تو وہ خفا توئی نے یہ سنے ہیں اپنا رنگ اور چہرہ دیا اور دھن سکا۔

اپنے اس دور سے مل کر کہہ غلاب ہو کہ اس طرح اچھل پڑے گیا
کسی کچھ نہ سنے میں۔ ”خوب کا خواب دیکھتا ہوں اس کے بعد نہ ملے
کر میری کھڑے ہو گئے۔“

خاتون نے کہا۔ ”اب آپ چپ کر کے کھڑے ہیں۔ اگر کچھ سے آپ
کو نفرت ہے۔ اگر میں بغیر تلافی اور گستاخ میں تو اب کچھ کہنا تو کر
کسی قدر پوش سے اپنا کھڑیا ہے۔ میں نے آپ سے یہ تمام بات سنی
جائز دیکھا کہ اپنے متعلق آپ کے صحیح خیالات کا اندازہ کر سکیں اور آپ کے
پیشے سے اتفاق سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہوں۔ ہر حال وہ تمام
پیشے سلام ہو گئیں اب میں غلطیوں میں اور بلی اس قسم سے رہوں کہ جگہ پر ہوں۔
بہر حال ایک نہیں ہو کر کہا۔

”میاں رفیق! اپنی ہی جی سے وہ سراسر عقدہ اور اصل تو کورہ
ہوتا ہے۔“

خبریں۔۔۔۔۔ سرگیاں۔۔۔۔۔ اب تیار ہو چلا
 ۔۔۔۔۔ چشما دم۔۔۔۔۔ کہ تم کہ۔۔۔
 اور میرے۔۔۔۔۔ کے بعد ابلا کام اپنے انہوں
 انعام دینا ہے۔۔۔۔۔ اپنے ہوں پر لکھا ہوتا ہے
 ۔۔۔۔۔ اور دوسری طرف لکھ گئے۔۔۔۔۔ خوب
 غفلت سے پیدا کی حالت۔۔۔۔۔ یہ ہے۔۔۔
 اور ہوا تم۔۔۔۔۔ بخش گرفت۔۔۔۔۔ سوراخ
 صورتی۔۔۔۔۔ پر خ۔۔۔۔۔ کہہ۔۔۔۔۔ (چونکہ بہتر رقم)

و گھنٹہ میں یہ شخص ہی سنا کہ دیا کہ اور سب سے
 یکویر سوراخ ضرور مل جائیگا غالباً اس سے زیادہ انہوں نے کہا کہ ابھی
 نہیں ہو گا اور اگر کہا ابھی ہو تو ایک کیر گھنٹہ سے بے خبری بہت لھا کہ وہ سب
 کہ سوراخ نہ گا۔ ہم اس خیال میں غلط نہ کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔ کہ کہنے کسی
 کسی طرح باہر نکلتے تھے وہاں پر سے حق کا انجایا۔ عراجین پتے پلاویں
 اور ہم کس پر بہت کوشش فرماتے تھے گاڑی کے وقت میں ابھی ہمد سے
 دو گھنٹہ تھے اس نے علیانی ہی خبیث تھا مگر امتیاع شرفانی نہیں تھا کہ
 تھی کہ میری ذریعہ گھنٹہ اتنی دھماکا کا اشتیاع مدانہ برہانیں گے۔

پھر کہ خیال ہوا ۳۱ دسمبر کے بعد سوراخ کا اہلکارا میں چکر لگا رہا

تھا مگر ہماری جگہ میں کسی طرح بیات نہیں آئی تھی کہ اس سوراخ کے لئے ہو
 دسمبر کی غرض کی گئی ہے اگر آج ۳۱ دسمبر کو تو ہم اپنے دی پر سفر
 کہتے ہیں مگر نہ تان فارن ڈائریڈ جانیگر انہوں کا غلہ وہ وہ تمام
 خود ہی دیک کے ایک ہوتے چاہتے تھے۔ چاہے فرسٹ میں ہم سے
 کوئی پر چھنے اور ہوتا ہم خود فرسٹ میں بیٹھے ہوا مگر نہیں کہ خود میں
 تھا کہ غرض یہ ہوتا سفر کرتے۔۔۔۔۔ ہم سو پتے ہے لکھا کہ ہم
 سے کہہ دی گئی۔۔۔۔۔ کہ ہم کی آمد آئی اور ہم ایک مے کھڑے
 ہونے لگے مگر کہہ رہے تھے کیا ہیں کہ ایک بڑا سوراخ ہوتا ہے جس میں
 دو گھنٹہ سے سہارا ہوتا ہے اور ہم کے غلوں سے آسان اور نہیں ہو گا
 برا ہمارے مکان کے سامنے سے گزرتا ہے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ
 کھانی کیا ہے؟ جواب تھا کہ کیا سو ہے تھے خبر نہیں کہ سوراخ کی کیا
 بہتے پھر اسانہ کوئی کہہا۔۔۔۔۔ سوراخ؟ جواب تھا کہ سوراخ!۔۔۔۔۔
 سوراخ! ہم نے اپنی پٹلی میں لگا کہ وہاں جس واہ و عازت ہوتی چلی جا رہی
 اور سوراخ کی کیا ان لوگوں کو اسے کہہ رہا تھا تو ایک بات بھی تھی پھر جبکہ
 ہم اور یہ لوگ کچھ غیر تھوڑی ہیں۔ ان کو طایا ہم کو ایک ہی بات ہے کہ وہاں
 کمال ہوا کہ سوراخ کی کیا دل کو کس طرح یقین ہی نہیں آتا تھا کہ سوراخ
 کی کیا حالانکہ ابھی تک جس نظروں سے اور جمل نہیں برا تھا چلیے جس

4/2/64

”جسٹاب تھتے تہیں دو چہرہ مٹے لہے کے رو پے اور ٹنگ لہے کے۔
اڑتے تھے اور نہ پاؤں تھجب ہوا اور جس کے کھلا۔

تجارت میں بڑے کچھ بڑے ایک سو پینسواڑے لاکھ روپے کے
میں سے روپے لگے گا اور کٹاٹ چاہئے ہے۔ پندرہ لاکھ سو ۔

اور کی نے قتلہ ترشہ و عور کے مجاہد بن گیا

”جنابِ والا! میرا بیٹا جس پر اس نے تین ماہ کے لیے لکھنا دیا ہے اسے
کس کی شہادت ہے۔ لکھا اس کے تین روپے ہوئے اگر کسی کم نہ ہو گا
میں ہی نے لکھنے والے نہ جانے دیکھے۔“

ہیں۔۔۔ تم اس معاملہ میں بہت کم فائدہ دے رہے ہو۔ اگر یہ تھا
تو آج کل بڑی کم قیمت پر بیچ دیتے۔

بازرگانی کار ہانت کی کہہ سکتا تھا آج دیشن ہوا ہے، ہم کو سراج کی گید ہے۔
 میرا یہ کہ، سراج دہلی کی گلی، اچھا خیر نکست دیگئے، خیر نکازی
 عکرت جاسیگی۔

بابو: "اچھے روئے؟" اچھا، آپ کی بات نہ ہماری بات ٹھٹھکی ہوئے
 دیکھئے اور گٹ لے لیجئے!"

پھر صاحب کی اس عتقاد پر کہ یہ کہہ کر ہنس کر رہیں اور کہہ کر غصہ کر رہیں

کی طرف نظروں جاتیں تو یقیناً ہرجانا کر سوراخ مل گیا اور جیسے طاع
ن نے پر خود کن شروع کرتے تو دل کتنا کہ ابھی نہیں ملے لیکن جتنے
بہتر شخص سے سوراخ ملے گی خوشخبری سنائی گا شک و دور ہوا اور
ایک آواز اواز و غم و غمناک سا ناس کے کہ ہم نے پہل مرتبہ اپنے آپ کو
آواز دیا ابھی ہم اپنے گناہ و گنہگار ہیں۔ ہتھیار کو گھٹانے سے نہیں کر کے
وہ چلے جاتے ہیں ہم کو خود آکشیٹھ چلے جانے کا حکم دیا۔

ہمارے ایسے آدمی کے لئے سفر شروع کرنے کا یقین مل گیا کہ اس وقت ہوتا ہے جب تک خریدیں چنانچہ ہم نے بھی اپنی یہ عادت ڈال رکھی ہے کہ سفر کرنے سے پہلے ایک ضروری خرید لیجئے جس چنانچہ ہم کو جو سب سے جواشین پر پہنچا کہ وہ پیش ہر ماہ وہ بلک انڈس کی کوئی ایک تھلک کو ایک خریدنے کی درخواست میں کرتا ہے چنانچہ آج بھی جمنے بالکل سہ ہوا گام پھل کیا اور بلک انڈس کی کھڑکی میں تھو ڈال کر مارا۔

”ہاں! لاہور کا سکنہ کلاسنگ ہو جائے“

بارجی نے کہا: اس کے لاکھ دینے پہلے تو ہم لوگوں کو پھر دیکھو۔
 مینوں عزرا نے گئے۔

ایک بات کہیں یا ملے توں؟

میں کھانا بڑی ناز کر رہی تھی۔ اور میں ہنس دیا۔ میرے ہنسنے

تھا کہ فضل اللہ باقر میں دقت ضائع ہو رہا ہے۔ اگر گاڑی چھوٹ گئی
تو از حد صیبت آئے گی۔ ٹنکٹ دکن میں دھواں جھٹکا جائے گا۔ فرنگیوں نے
طے کیا کہ اس غیر ٹنکٹ کے سوا کوئی کام ہو رہا ہے کہ اس کی ٹنکٹ ان سے
چھٹے لگا۔ لیکن کو جانا ہوا کہ کچھ بار صاحب نے پھر داندی۔

نئے توجہ توجہ۔ بغیر توجہ توجہ۔ دیکھ توجہ توجہ۔ چھوڑ دو
وہ دیکھ آئے وہ ایک روپے نہرو آئے وہ دیکھ..... اب وہ بھی
نہ دیکھے گا؟ اچھا آپ بھی کیا کہیں گے۔ ڈیڑھ روپے اب
اس سے زیادہ کم نہیں کر سکتے ہمارے نقصان ہو رہا ہے۔

جب ہم نے ٹنکٹ کے بازار کا جائزہ اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو
اور دیکھا گئے اور تاک بھری چھوڑ کر دیکھ تو قلعی کر کے وہیں سے
کہ دیا۔ ایک روپے دیں گے۔ ایک روپے کہ دینا ہو دینا۔

ہم کہہ گئے کہ بار صاحب اس پر رضی نہ ہوں گے کہ وہ اس کا
کیا انھوں نے لڑوٹن ٹنکٹ کا رواج بھی آج نہیں کھے گئے۔

وہ نے صاحب سے بڑی کاوتی ہوئی کہ آپ ہی کے ہاتھوں میں ٹنکٹ
ٹنکٹ تو ہم نے لیا۔ لیکن وہ ٹنکٹ دینی ٹنکٹ مسلم نہیں دیتا
نہ اس پر توجہ توجہ ہوئی تھی اور نہ اس پر کچھ جیسا ہوا تھا بار صاحب
نے ایک گاڑی کے ٹنکٹ پر اور جو وہیم کا پڑا تھا کہ ایک ٹنکٹ ہی دیکر

کچھ دیکھ ہی تو جیسا تھا کہ اس کا ٹنکٹ تھے۔ ہم نے ٹنکٹ کے دھڑے دیکھا
اور دھڑے دیکھا۔ دوسری طرف سے آئے ہوں کہ دیکھ کے بعد بار صاحب
کاٹ دیکھ گئے۔ بار صاحب بھی ڈانٹا ڈنٹا اس تھے۔ ہماری اس حرکت
سے وہ بد مطلب ہو گئے۔ اور شرم کر گئے۔

توجہ والوں کو سزا دی جاتی ہے ابھی نے ٹنکٹ نہیں چھے ہیں۔
وہ دوسری دن میں بھی چھپ جائیں گے۔ آپ ٹنکٹ سے کیا مطلب۔ آپ تو فر
لیکھنا ہے آپ سے کہی گئی ہے کہ آپ چھپ جائیں گے۔

بار صاحب نے نقل قیدی کر لیا۔ دیکر ہے کہ ٹنکٹ ہر حال میں
ہے نہ کہ پانچواں اور فاصلہ ہوتا تو کلاں سے آٹھ روپے تو بھی دیکر
ہم غور تو کیا کرتے کہ ہے ہیں۔ ہر حال دیکر کہ دیکر وہ پیر گیا یا ہم
نہرو آئے کے فتح میں ہے۔ ہم ٹنکٹ میں داخل ہو گئے۔

اسٹیشن میں ملاکوب لکھ دی تھا آج سے قبل ہم دیکر کہے تھے
گلاس سٹاٹن کے بارے میں اسلیم ہوتا تھا کسی نے اسٹیشن کے گلازی
کھولی ہے یا اسٹاٹن کا کھانسیا ہے وہی گھڑی تھی وہی گھڑیاں گر
وہی جگہ میں چل کر پھر سناتی تھے۔ حالانکہ ایک بار کاوتی تھا۔
صاحب کے ٹنکٹ پر جان والا بھی ٹنکٹ لگا ہے تھا تھا۔ قیوں کا کہیں
بھڑا تھا۔ یہی کہیں نہ آتا تھا کہ صاحب کی طرف توجہ میں ہے ہر ہٹا میں

بجائے تمام ایک نقل ہو لیکن مجھے ہی اس سے ہم نے سبب اٹھانے کا کہ
اس سے بھی بچیں یہ کہیں ہو کر جواب دیا۔

اگرچہ وہ گئے ہر دو کھائی نہیں دیتا کہ ہم نقل ہیں یا سسٹنٹ نہیں
اشتر ہم سدا کے کچھ کا غرضی ہوتی اگر کہ ہر دو سے ہوتے ایک گز دیکھے
ہست گئے اور سسٹنٹ نہیں اشتر صاحب کے سر سے ہر ایک ہر دو کے کہہ جتنے
گئے کہ یا اشتر یہ کیا انقلاب ہے چھ تو اس صورت کے نقل ہمارے تھے اب
اگر اس صورت کے سسٹنٹ نہیں اشتر نے گئے ہیں دیگر نقل اس صورت
کا ہر گاہ مجبور ہم نے اپنا سبب غرور اٹھا اور مدد نہ کر کے کہہ سکتے تھیں
کہ وہ تہہ میں کھا جہاں پہلے سے ایک خشکیں نیچے جملی رہتے تھے حجاب
فریب سے رکھ کر جب خدا جل شانہ ہوا تو ہم نے سوچا کہ تحقیقات کو کیا چاہیے
کہ ہیں گاڑی کا جو رحلت کی باگنی اور؟ سب سے پہلے تو ہم نے اس شخص سے
پوچھا کہ جو ہر دو سے تہہ میں قسرتوں فرماتے تھے نہیں انھوں نے صورت پر جواب
دیا کہ جہاں بھیجا ہر گاہ تاہم ملام یہ خاص سر پر ہر دو کے کہہ سکتے تھیں
کہ اس کو نہ کہہ سکتے تھے جس سے جھوٹی معلوم ہو سکتا تھا۔ ہم ہیٹ نام پر
آئے اور وہ ایک تہہ پر پہنچے کہ بعد یہ معلوم ہوا کہ اگر نہ فرما کہ نہ
نویاہ ہر نہ تو وہاں جاتے گی وہ جہاں کے ساتھ فریاد کی خداوندیاد ہو گیا
وہاں پہلی جاتے تھے اس لئے اب تک اچھی نہیں لگا یا کہ یہ کہہ خدا معلوم نہیں کہ

شرق کی طرف جانا ہر دو سے یا مغرب کی طرف ہم نے گھبرا کر پوچھا۔
"لیکن یہ فیصلہ کب ہو گا؟"

جواب دیا کہ جب گاڑی بھر جائے گی اس وقت فیصلہ ہو سکتا ہے۔
ہم نے پھر پوچھا۔ "لیکن گاڑی کا وقت تو ہو چکا؟"

جواب دیا کہ "بھلا یا کہ یہ سب بہت دیر ہو جائے کہ اس طرح چھڑی ہو سکتی
ہے کیا خیال رہی ہو چھڑی جا رہی ہے؟"

اب ہم بالکل راضی رہنا ہو کر غرض سے گئے اس انتظام کو بڑا
اس نے نہیں کر سکتے تھے کہ ہمارے ہی انتظامی اچھا اس نے نہیں کتے
تھے کہ آج ہی کا جو ہر دو تھا جس کی اب کوئی امید بظاہر نہیں معلوم ہوتی
غرض کہ کبھی اپنے تہہ میں نہ لگیں وہ اس میں پانی لاکر کبھی ہیٹ نام پر نہ لگے
کبھی اچھی کہ مشرق اور مغرب کی سمت سے نظر رکھو نہ کہ کبھی ساتھ لگے
خدا کا نذرانہ لگا کر وقت کا نکلنے کے گیارہ بجے بارہ بجے ایک
دو بجے گاڑی کی سواہی ہوئی تہہ میں نہ تو یہ اپنی جگہ سے ہی صورت ہم نقلے
ہے خدا خدا کر کے ایک آدمی نے با آواز بلند چیخا اشتر کا کیا۔

"بھینٹے والے سا فرزند شجر گاڑی چھوٹتی ہے۔"

ہم نے جلدی سے پتلا مشرق کی طرف اچھل کر دوڑنا پھر مغرب
کی طرف گروہوں صورت اچھلنا سب تھا اور ہمارے بالکل کو میں

آیا کہ میرا بھائی کے گاڑی کسی طرح چھوٹ سکتی ہے اور ان اختلاف پر
 شک کرتا اس نے کفر بھجئے تھے کہ ان کا کہنے والا کوئی بغیر سردار شخص
 نہ تھا بلکہ وہی اسٹیشن ماسٹر صاحب تھے جن کو ہم قری بھجئے تھے
 ہر حال میں کہ سب سے پہلے وہ بڑے میں بیٹھ گئے ہمارے بیٹھے ہی
 دو تین دس تین نو ہند گزار ہمارے درج میں گھسے ان سے ہم نے
 لاکھ کہا۔ اسے سکتے گا اس ہے۔ اماں سکتے گا اس ہے۔ اماں سکتے
 گا اس ہے۔ بھائی سکتے گا اس ہے۔ مگر انھوں نے ایک دس سنی لودھی
 کہتے رہے۔ ہم پر جانتے ہوئے بڑھا ہے۔ ہم تو کس دیا ہے۔ غیر
 صاحب ہم چپ بڑ ہے اور پیٹ ڈام پلاس غرض سے آئے گا کسی سے
 کہ وہی ملے گا وہ اور ڈھونڈ آ یا میرا نہیں اسٹیشن ماسٹر
 صاحب نے عرض کیا کہ میں کلاں بھائی نے اپنی سردار بیٹھان سے چھوٹ دیا
 بیٹھے جناب سب بندوستانی بڑا ہوں سب بھائی سب بھارت ہاں کہہ رہے
 ہیں۔ کوئی کسی سے بڑا یا چھٹا نہیں ہے۔ اب سکتے گا اس اور تھوڑے گا اس کے
 فری کو بھول جائیے سب کو ذرا کا کہئے۔ ہائیے تشریف نہ کیجئے۔ نہیں تو
 تھوڑے گا اس میں ہی جگہ ملے گی۔ ہم یہ کھڑے رہا ہوں کہ کون کھانے کو نہ پانے
 درج میں آگئے جس جہادی ہو کر تھوڑے ہو چکا تھا۔ درج یہ کہ کون بڑا کہ
 کھڑے کھڑے سفر ملے ہو گا باقی غرض میں جگہ ملے گی۔ میرا بڑا بڑا نہ کہ گھین

کو اس پر بیٹھ گئے اور گاڑی چھوٹنے کا انتظار کرنے لگے۔

ہم کہ بیٹھے بیٹھے بھی ایک گھنٹہ کے قریب رہا مگر گاڑی نہ سڑک رہی
 وہی کھڑا کریم پھر پیٹ ڈام پڑے تو دیکھا کہ انجن گاڑی میں لگا یا جامہ کر
 اور ڈھکا ٹکر ہے کہ کانپ رہی کی طرف لگا ہوا ہے۔ لیکن ابھی گئے گئے
 ہوا بھی گاڑی جب دیر نہ کہ چھوٹ ڈھم غماں تاخیر کا سبب دریافت کیا
 معلوم ہوا کہ ابھی سکرٹری صاحبہ ڈن کا ٹکڑے کھینچی کا استعمال بعد
 کانپہ جائیں گے۔ انھوں نے کوئی چیز تھا کہ بارہ بجے آجائیں گے ابھی تک
 نہیں آئے۔ آدمی بلانے کے لئے گیا ہوا ہے۔

یہ پہلے رقی تھا کہ ہمارے غرض میں یہ حال پیدا ہوا کہ ہم کانپہ جائیں
 یا ایک دو پہر سے صبر کر کے ارادہ فوری کریں۔ کام اشد ضروری تھا ہیٹھے
 جانا ضروری تھا۔ گاڑی پھرتی نہ تھی اس لئے سفر فوری کرنے کا ارادہ
 تھا عجیب کہ کشمیر میں جان فوری معلوم نہیں وہ کون فاقہ تھا ہیٹھے سے
 سڑ سے جو دعا نکلی تھی۔ اتراسکو دہلی کرنا بھی مشکل تھا اس لئے کہ کھڑا
 فوٹ کا لازم ہو تو ہم پر لگا دیا جاتا ہم اس غمہ مگر میں اپنے نہ کہ
 گھنٹن جھکاٹے بیٹھے تھے کہ ایک دم سے جندے اترم کے ٹکر ٹکرات
 غوروں سے اچھل پڑے معلوم ہوا کہ سکرٹری صاحبہ ڈن کا ٹکڑے
 کھینچی تشریف سے آئے ہیں۔ ہم نے بھی کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا

تو ایک مجلس میں وہی ایڈ صاحب دھکائی دیے جنوں نے رات آنقر
 کر کے حور وادایا تھا۔ اور اب ہم کو معلوم ہوا کہ یہی سکرٹری ٹاؤن
 کا ٹریس کہتی ہیں۔ غرض کہ ان کے تشریف لانے کے بعد ہر شخص اپنی اپنی
 جگہ پر بیٹھ گیا اور انجن بھی اس میں لے گئے۔ ایک گھنٹہ رہا تو پتہ چل گیا
 کہ رگارا لالہ دہرہ گاؤں سے کی جھنڈیاں لٹے ہوئے بھی خود اور ہٹے۔
 اور ہم نے اپنی جگہ پر کھڑا کیا کہ یہ گاؤں ہیں۔ ان گاؤں صاحب سے کہنے کی
 وجہ سے ایک سچی شکل کر بھلائی۔ اور پچھلے سڑک پر چل دیے۔ پھر چھٹی
 اس طرح ہونے لگے گویا پچھلے غلط سے سڑک جھنڈی ہادی تھی۔ وہ سچی تو
 یہی تھا کہ گاؤں جھنڈی ہی ہمارے غرض سے یہی نہیں کی طرف چھپے۔ اور تاہم کہ
 ذاتی شروع کر دیا۔ گھنٹہ سینی بجا رہا ہوں کہ گاؤں سے کان میں آواز
 ہی نہیں آتی اور آگے بھی بھٹ گئی ہیں کہ جھنڈی ہی نہیں دیکھتے۔
 ڈانڈو نے کہا ان کے بجائے گاؤں کا جواب کر دیا۔ چنانچہ
 آگے۔ پھر کچھ کھل گئے ہیں یہی کہی تھی ہے۔ وہ گھنٹہ سے تقریباً گھنٹہ
 بیٹھے لگا رہا ہے۔ کہہ رہا تھا کہ ایک کر چلی ہے آ رہی ہے۔ ایک غریب سے
 نہیں کہاں گیا۔ پتا بھی بتا رہا تھا کہ کالینج کے چہرے سے عیاں جھنڈی کے
 چہرے سے لے کر تار چار پیسے کم زیادہ کا خیال نہ کرنا کہ وہ چکر مر رہا
 اب بتائیے ہر کیا تصور ہے۔ گاؤں صاحب بھی تو رات کو بے تصور تھا کہ

جب ہو گئے۔ اور کہنے کے انتظار میں گاؤں کے پھر چکر ہو گئے۔ ابھی
 میں بڑی بات چیت ہے کہ وہ پھر کہنے کے چلی ہیں۔ میں مل گونٹ
 کہنے لگا کہ اس سڑک سے پہلے اس طرح جس طرح کہ گئے ہیں وہ پتا
 انجن چلے گا نام نہیں دیتا مگر تاہم چاہا کہ وہ تو سڑک پر چکر چکر میں چکر ہے
 لیکن یہ سڑکی کام نہیں ہے۔ چکر اب بتا کہ وہ چکر چکر چکر چکر چکر
 تھے گاؤں کی سکرٹری صاحبہ ٹاؤن کا ٹریس کہتی ہیں کہ ان کے تھے گاؤں
 بھی تھا مگر ایک گاؤں کے چہرے سے سب سے بڑا نہ ہونا کیاں تھا۔ کامل
 تو یہ گھنٹہ کے بعد تو غرض میں گاؤں کی گھنڈی لے یہ کہتا ہوا آ چکا۔

اور میں لیت لگاؤں چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر
 ایک گاؤں پر اتنا سا گاؤں تھا۔ وہی شکل تمام ایک وہ یہ تو آ رہا
 ہے۔ بھلا کہتا ہوا آ رہا ہوں۔ راستہ میں کہی پڑا تھا تمام گھنٹے چکر چکر
 گاؤں وغیرہ کی شکل دیا کر دے۔

ڈانڈو نے جلدی سے گاؤں ڈانڈو۔ سینی بجا کر گاؤں جھنڈی
 گاؤں جھنڈی ہی کہتے ہوئے آیا۔ روک روک گاؤں صاحب سے کہنے لگا
 کہ وہ گاؤں صاحب کو اس کے چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر
 چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر چکر
 شروع کیا کہ اسے گاؤں کی گھنڈی لے گیا تھا۔ ... گاؤں بکر ڈانڈو نے کہی کہ

اجی وہ مال گاڑی سامنے ہے آدھی ہے اور اس میں ہری پر آدھی ہے
نصیب ہو گیا

گاڑی بھی یہ سنتے ہی دھڑک اٹھی اور چھینا شروع کر دیا۔

سافر جلدی اُتر جلدی اُتر گاڑی حلق ہے گاڑی لڑتی ہے

جلدی اُتر دے۔

سب مسافر گڑبڑ کرنا سب کچھ لے کر کچھ بڑا گاڑی سے نکل
آئے وہ دیکھتے ہی دیکھتے مال گاڑی جس گاڑی پر دوسری گاڑی
سے اس بری طرح ٹکرائی کہ گاڑی کا ایک شیشہ ٹوٹ کر میرے منہ پر پڑا
میں ایک دم سے چونک پڑا۔ حشاک بنے میرے منہ پر آگئی تھی۔ آرام
کر رہی تھی شہم سے تر رہی تھی اور نگہ میں بھی دو دیکھنے کے قریب تھے
میں کرسی سے اُٹھ کر چار پائی پر بیٹ گیا اس لئے کہ اب گاڑی دوسرے
کی وجہ سے چھوٹ چکی تھی۔ اب جو بھی کیا سکنا تھا۔ سونے آرام سے
سوتے گئے۔

فیض

فیض ایک عمام میں سب نئے نمود و سرام ہے میں اگر دس پاکی
نہیں لے پاؤں بڑا آدمی صرف ایک ٹکڑی ہاتھ کر بازاروں میں گھومتا
شروع کر دے تو وہی چار دی میں پیر و شیر کے طالب علم اس طرح
کا بک جھانسنے لگا۔ اس طرح عدالت میں جائیں گے حکام اس طرح
عدالت کریں گے مہذب سے مہذب جلدی دس لوگ اس صورت سے شرکت
کریں گے اور کچھ دی گزرنے کے بعد جو شخص ٹکڑی ہاتھ سے نظر نہ لے سکے
وہ حقانی دشمن غیر متحاب ہندوستانی کہاں بیل کا لٹا دی اور نہیں سلام
کیا کیا کیا جائیگا اٹھ کر میں حال میں فیضوں کا ہے ہم آج کل چار سے اور آپ
کے ایسے مہذب رنگ اختیار کئے ہیں جس کو سر کے بال پیچھے سے کٹا دیے
اور آگے سے بڑھے رہنے دینے اگر کسی ہم سے کہے کہ آگے کے بال کٹا دو تو

پیچھے کے ٹہرنے وہ تو ہم اس پر ہرگز آنکھ نہ ہوں گے اور اس کا ایک قسم کا
 بڑے نکاحین کا کہ سنیں دیں گے حالانکہ وہ اصل یہ وہ فوجی ہیں کیساں ہو جائے
 اگر ان کی بیٹی میں جہاز سے اترنے والے مسافر آگے کا سر منڈولے اور پیچھے کے
 بال بڑھائے ہوئے اُنہیں تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ تمام ہندوستان والے
 یہی حرکت شروع کر دیں۔ اب یہی ہمارے پیش نظر وہ مناظر ہیں کہ ہمارے
 اس دوسرے کئے گئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کسی بڑے اور جتنی طرف یقین
 صاف کر اور میں تمام ملک انھوں سے فارغ ہو جائیگا کسی گرم خور
 یعنی دم کئی ہوئی ہر خلیجیں کہیں سے ہر ایک اپنے اپنی خاص رنجیوں کو خند
 متروک کر دیا مختصر یہ کہ اس مشین کو بجز چال کئے کہ راتے تعلیم کئے ہندو
 نقالی کئے غرض کہ جو کئے صبح ہے اندر یہ دیا ہندوستان میں ہر سلطان
 بھیل ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے کوئی ہندوستانی مشکل سے
 ایسا نظر آئے گا جو اپنی خاص وضع پر قائم ہو ورنہ عام طور پر یہی حال ہوگا
 کسی کو نہ کہ لٹائے دیکھ کر یہ خود بھی کہتے ہو گئے کسی کو کئے کا ست جانتے
 ہوئے دیکھا خود ہی جانتے گئے کسی کو کفر سے ہر کہ پیشاب کہتے دیکھا خود بھی
 بڑا کہ پیشاب کہتا سوام کہ دیکھا کسی کو سنڈھڑا کہ کہات کرتے دیکھا اپنا سنڈھ
 بھی منظور بنایا خضبت خدا کا کہ ان ہندوستانیوں نے غیر مالک کی تقلید
 اس حد تک کی کہ اچھائی اور بُرائی کا بھی امتیاز باقی نہ رہ چھوڑا انھوں نے

دیکھا کہ اگر نہ ختم نہیں کرتے ہیں بس انھوں نے بھی ہنس بڑھائے اگر
 کسی اگر نہ کرے گرم خود وہ جنوں کا نقص صحت کا کہ کہیں جاتو یہ غلطی
 فرنگ نہ دیا ویسا ہی کشا ہر پانچویں ہزار میں گے اور اس کہ کہیں کہ غرض ہر گے
 کہ ہم ہیں اور اگر بزدلی میں کوئی فرق نہیں ہے اور اگر بزدلی کی عقل پر
 کیا شخص ہے وہ خود ان کے اہل ملک کی نقالی بھی کرنے کہ تیار ہیں ہر خطہ
 دس ہا پانچ برس سے آئی ان کو کسی عجیب فریب وضع قطع میں نظر آتا نہیں
 مختص یہ وہ ہیں ہر تہ کی شخص کا اگر کے اور غرار سے جا رہا ہے ہر شے
 لگائے ہوئے دیکھیں گے تو ان کو کہ سن آئے گی اس شخص کا مذاق اڑا دیں گے
 اور دل ہی دل میں اس کی دھشت پر تعجب کہے گے لیکن جب وہ دیکھیں گے
 کہ فلول راجہ صاحب اور فلول خان جہاد صاحب اور توٹی صاحب اور
 کوئی توڑ دے لے دین اور اصل گدے کا گے کا حال یہ سلم اور شرکت تعارفی
 لندوس ہا پانچ اسی طرح کے ٹہرے دیکھ کر کہے پر ہیٹ لگاتے ہیں تو ان کے
 لئے بھی غرض ہو جائے گا کہ ایک لڑکھا محض اس مقصد کے لئے بنائی کہ
 اس پر ہیٹ لگائی جا سکے۔

فیشن کے ماحطہ پر ضروری نہیں ہے کہ وہ ستر سے ترقی کی طرف
 ہو بلکہ بہت سے فیشن ایسے بھی ہیں جن کو اب سے چھ خطوں فیشن کہا جاتا
 تھا مثلاً وہ وضع قطع جس کو کسی زمانہ میں کہ کہ کرنگ کہ پائی تھا کہ یہ پڑانے

لوگوں کی دشمنی قطع ہے اور اس میں جہالت کے آثار ہائے جلتے ہیں لیکن
 آج میں اس نئی روشنی والوں نے اختیار کر کے فیض میں داخل کر دی ہے
 اور فرسے سے دور تہی نہیں بھادانی کا انکو کھا چوڑی دہریا غلام سے وہ
 پا جا ساری کا کار جو تپتے آہ بے بھڑ ہے ہیں فرق حضرت اس قدر
 ہے کہ اس لباس کے ساتھ دانشی ہو کر غائب ہے اور ہرگز میں سکھ
 لکھا ہے آنکھوں میں بڑا سچ ہے اور اپنی فہمی کے نیچے انگریزی
 بال ہیں لیکن ابھی مگر میں لوگ ساری یا نہ صفا شروع کر دیو ساری
 چنی رکھ لیں تو رفتہ رفتہ سب اور کے ہم شکل ہو جائیں گے۔

آج کل کا سب سے زیادہ عام فیض کھتر ہوش کا ہے میں کہ بچے کا
 ذہنی کیپ پر سر چل نہ رہا کھتر کا لباس کرتے پتے نظر آئے گا اس فیض
 قطع کے لوگوں کے لئے یہ کہ لینا کہ وہ سب قوی ہو کر یک سے ہو گئی کہتے
 ہیں صحیح نہیں ہے ای کو تو قبل میں فیض سے کو بھی ہے جو ہر جگہ آدھریں
 نے اختیار کر لیا ہے وہ تو کہتے ہیں کہ چٹت جواہر ال ضرر ہو کھتر
 کا چوڑی دار پا جا ساریا صلوا ہوتا ہے اور گانہ کی کیپ بھی کہتی ہے
 اور کھتر کی ضرورتانی بھی بھڑتی کہتی ہے میں وہ بھی گلیں شمن کے لئے کھتر
 ہوش ہو جائیں گے لیکن شمن کے علاوہ ان کے ذہن میں یہ خیال ہم گیا
 ہے کہ جیکل کھتر چیتنے را آوری خود خراہ بڑا آدمی ہیں جاتا ہے لہذا

وہ اس ذہن میں سرخ کرانہ سے نہ جانے دیں گے اور کھتر میں کو پناہ
 بھی تو ہی پندروں میں کہنے گئے بلکہ پناہ تو نہ یہ خیال ہوتا ہے نہ
 وہ میں ایک خاتم میں سب نیچے راہ سارا ہے ہم سچ کہتے ہیں دانشی
 نہ ہی ہر تو اس قدر کیجئے اگر لوگ ہندوستانی نکالوں کہ ساتے چند
 بدترین چیزیں فیض بن کر پیش کی جائیں تو ان کو ذہنی کر لیں گے غلطی
 ت ایضہ اجاب کے سوشہ ہر دہرا دہرا کر ٹھٹھا آپ سو اپنے اجاب کے استقامت
 شرک بنا چھوڑے چھٹے آپ سو اپنے اجاب کے بہرہ دیو فہمی سر پہ چھوڑ
 ٹھٹھا آپ سچ اپنے اجاب کے زبانی کے لئے نہ ہندو کل لکھ ٹھٹھا آپ سچ
 اپنے اجاب کے گھر سے ہر سو اور ہر ٹھٹھا آپ کو دہری دیو میں انجنت
 سے غلط نظر آئیں گے آپ کو فیض تو آئے گا لیکن تم کہتے ہیں کہ آخر کار یہ
 رنگہوں کا ستارہ کے کون چاہنا انکو فیض نصبت کا ہر جگہ ہندو
 فیض میں کو نہ ہرنے کی صورت میں تو قبل کی شکایت کو تا کھتر ہے ہر کہ
 پیشاب کرنا انہی ہو گئیں اور گھر سے کو دم کا ستارہ بیوی سے ہلی کرنا
 کی زبانی کرنا انہی نکالنا طرے کی جگہ چھٹے ہند کرنا وہ سب ہر
 گوشت کو بہتر بنانا گھنا اس قسم کی باتیں کہانہ تقلید اور بیچارہ مال ہند
 شایں نہیں تو اور کیا ہیں خود محفوظ رکھ کر وہ ہیں یہ فیض وہ نہ ہون
 تو ہی یہ ہم ہندو دست ہندوستان کی صلاحیت ایسی موجود ہے کہ

وہاں کا ہر شخص بیان مل صورت اختیار کرتا ہے ملام نہیں ہم لوگوں کا
حشر کیا ہے خود اپنے ایمان و اکتیظ۔

سودیشی ڈاک

ہمارے خیال میں کاسٹرو اور انہی سب ایک ہی قبیلے کے بچے تھے
یہ فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلے سے انہی کی تمام دنیا سے حضور رو کر ایک
گوشہ تیار ہو گئے۔ ۲ ایک گز بڑی جگہ دن رات چاہئے کہ وہاں
کوئی شخص نہ آئے کہ اس ایک پتھر کے صندوق میں اپنی زندگی گزار دیتے ہیں اور
ان کا قصد صرف یہ ہے کہ وہاں اس پتھر کے صندوق میں رہیں اور خود
اس میں وہ رہ جائیں اور وہ دنیا سے کوئی سروکار نہیں ہوتا اور نہ دنیا کے کچھ
کچھ ملنے پھٹنے ان کی غلبہ دہکتا ہے کہ وہ دنیا والوں نے "پتھر" کا
بہت بڑا کمال ہے حال ان ہنسے گئے لوگوں کی صورت کا ہوتا ہے جیسے کہ ہم نے
کئے ہیں لیکن چونکہ ان کے مشق سب جانتے ہیں کہ یہ زندگی بھر غلبہ دہکتا ہے
چاہے کتنے ہی دن ان کی جگہ کا لوگ غلبہ دہکتا ہے کہ یہ جانتے ہیں۔

دفعہ وغیرہ لیکن حال یہ ہے کہ زنی تو برآدی اس کرتے ہیں مگر سے غل
 ہمارے ہیں جس کے دروازے پر لکھا ہوا ہو کہ نفعہ خدا کی جائز نہیں
 اور جہاں کو تک برقی پٹے کے نیچے ایک باورچی ناک پر ایک رنگ
 بیچے دیتے تھے آج زکوۃ لکھائی دیتے ہیں اور دوسرے بیچ نظر
 آتے ہیں سب کی جگہ پر کہ اگر مرجعہ ہیں لیکن ان کا حق خدا کا نہیں
 مسلم ہوتا کہ وہ کہ چشمہ فیض کی صوبہ پر پانی نہا ہے کہ کسی کیلئے نہ
 اپنی لڑکی کو شادی کے لئے بلکہ اجلاس ہے اور اس میں سب برقی فیض
 پر نسخہ لیکن سوال یہ ہے کہ بعض اور پرس ہر مصلیٰ ذاکا کی اس مشکل
 کہ یا ہم نے ہر طرف فکر و تدانی لیکن کس ناک خانہ کے آثار و فکر دے
 بلکہ کہ انہی پر ہم سے ایک عہد چھوٹا بھائی ذاکا آج کہاں ہے
 وہ ایک مطلب کیا ہے؟

ام۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کا اس کے ملک میں کے لفظ میں گناہ دل
 چاہا تو بہت کوشش کی ہے لیکن گناہ

۱۵۔ کہ وہ نام ہم دیتے ہیں سب ابھی نہ

۱۶۔ نہیں آپ تعلیم نہ فرمائے آپ تو صرف رنگ خانہ بناد کیجئے کہ خود
 خود ہیں گناہ

۱۷۔ آپ کیا کہیں دہرے آئے ہیں؟

۱۸۔ ابھی نہیں خاکسار کا غریب خانہ خاص ہیں ہے؟

۱۹۔ تو آج تک آپ کو نہیں معلوم ہوا کہ انکا خاکسار ہے

۲۰۔ مسلم کہ ان نہیں پتہ میں کن تک آپس تھا مسلم نہیں رات بھر میں
 کہ ہر کہ چاہا؟

۲۱۔ وہ جناب داد آپ بھی مطلب دل میں یا ز مسلم ہر سہ ہیں ابھی
 دیتے پیچے ہیں وہ آپ کو ملک رکھتے

۲۲۔ لیکن ہم کو تو خط پر لکھا دے لیکن ملک رکھتے چاہتے ہیں

۲۳۔ مسلم ہر تاس ہے کہ آپ کرنا اور نہ نہیں ہے

۲۴۔ مینا کہوں نہیں ہے مگر کس سے ہیں آپ ہی بتائیے کہ کیا کہوں

۲۵۔ جناب کہ تو رہا ہوں کہ مجھ سے لیجئے میں دیتا ہوں گناہ کہ قضا
 سو مجھ رہا ہے

۲۶۔ کہ اند آپ کوں؟

۲۷۔ میں بہت مشورہ سب کا تھا لیکن اور سب لیا مقام ملک
 سب پر سب مشورہ چاہا؟

۲۸۔ تو یہ آج آپ کے جہاں لیج کیا ہے؟

۲۹۔ سب لپے اپنے کام سے آئے ہیں جیسے آپ اچھا لائے نام

۳۰۔ اچھا وہ پید لاکشہ پر لیجئے اور

وہ : "دوبہ دو ٹکٹ نہیں ہے کچھ تو اپنا پیسے کے دو والے بیٹا
ہاں اور کیا؟

ٹکٹ کب سے نئے واسے ہی بچائے اس کے کہ تم کچھ دے سکتے تھے
ایک تو چھٹی ہی جلدی ہے اگر وہ پیش رو دینے غور و مشاوری کو تم کہاں بیٹا
ان حضرت کو سرت پر تک اور پیر سے سر تک خبر دے دیکھا اور اب کہ
ایک ٹکٹ کے دو میں نہ کھول کر دے گئے ان حضرت نے بھر زور دیا : "ہاں اور کیا؟
"میں نے "ایٹھا" پھلے یہ بتاتے کہ سو رہے ہیں باب خان کر رہے ہیں
انھوں نے بھلا یہ جلد میں کہ کچھ نہ بنا یا پھر ایک گھر نہ بنی میں بہارا
اور وہ بے کچھ بڑا جڑا ہے تو نہ ایک طرف کہ چھٹے گئے ہم نے کچھ تو تھک
و ایسی کا انتظار کیا لیکن جب وہ آئے تو ہم نے ایک قریبی دوکان سے
پان پچھوڑے اس سلسلہ میں پان والے سے تحقیقات کرنے کا ارادہ کیا
اور ہم بھی چلے گئے پان والے سے پوچھا تو اس پہلو سے نہ ایک جھوڑ
کی طرح بس اتنا بتا دیا کہ :

"مختصر روٹ افغان تو یہی ہے گرجا کا گھر میں دالوں کو سولہ من لیا
ہے تو انھوں نے چار قبضہ کر لیا ہے اور اب بارہ من کو بٹا کرنے کوئی
رہے ہیں اور سب ٹکٹ لگانے جو کہنے لگانے لگے ہیں آج
صبح سے تو آجرا چلا رہا ہے :

پان والے کے بیان سے ہر حال ہم ایک نتیجہ پر پہنچ گئے کہ ہم کو
ختم ہو گا ٹکٹ کے اس جدید نظام کے خلی سہولت حاصل کر کے انشا
اللہ ہم ان میں اور بہن آدھریں کی طرف بڑھ کر آندے کی اجازت
نہیں کے اندر چلے گئے اندر سے وہ دیکھنے گئے کہ ان لوگوں کی کتنی
اور دست و پاؤں میں نہایت سہولت ہے تو ہم نے یہ دیکھا کہ ایک ایک کی صورت
خوب سے دیکھنے کے بعد ہم نے ایک صاحب کا بازو پر لگا کر اس طرف حوالہ کیا :
"آداب عرض جناب :

انھوں نے حکم کر جواب دیا : "آداب عرض کئے :

اس نے کہا : "کئے اب خطا کیجئے گا کیا طریقہ ہے :

وہ خطا کئے اور ٹکٹ لگا کر ڈال دیکھے اور کیا طریقہ ہے :

ہم : "اچھا پھر کیا ہو گا :

وہ : "ڈالنا ضرور ہے میں آپ کو سب بھی بتا دوں پھلے لوگوں کو
ٹکٹ دے دوں :

ہم خاموش رہ کر ایک طرف بیٹھ گئے اور تماشہ دیکھنے لگے : ان حضرت
نے ایک کڑی کا مسدود کر کے اور اس میں سے ایک ٹکٹ نکال کر ان کے
چاندوں طرف لوگ بھیہ ہو گئے اور ٹکٹا ہے : "بارہی مسدود کھدائی کر کے
طرف سے ڈال دے آتی ہے : چار ٹکٹ ایک ٹکٹ دو ٹکٹ اور بارہ ٹکٹ :

کہ سب کو کٹ کے لئے دامن ہمارا کسی سے ایک دم پہنچے گا کسی کے ساتھ
 ایک دم وہ چپ کی دعاوت کے کسی کے نام ترض کے کھاتہ پر ڈال کر کسی
 دامن نہ ہونے پر انکار کر کے کاغذ کے پرنڈوں پر ٹھکانا گرسدے
 ہیں اور دامن لے کر صندوق میں رکھ دے ہیں انہیں دیکھ کر کہہ گئے تھے
 کہ پڑانے ٹھونڈی جگہ یہ کاغذ کے پرنڈے سے مشتمل ہوتے ہیں میں پریشان
 دامن کھدے جاتے ہیں۔ اس طرح سارے کارڈوں اور ملفوظوں پر بھی
 ٹھکانا کر دی جاتی ہے۔ اور وہ ڈاک کے غلاف اور کارڈ ہیں جاتے ہیں
 ہیں ایکسپریٹ ایک ہادی جو تیرہ وقتا چاکا کہ ان کٹوں کا غلاف کاغذ
 کی کرنی مقررہ قیمت۔ کیوں نہیں ہے اس لئے کہ بار صاحب چلے خریدار کی
 قیمت دیکھتے تھے پھر کھنڈ کر کے دامن بناتے تھے بلکہ یہی کہتے تھے کہ آپ
 یہ دامن دیکھ لیں۔ اس کے سنی قیہ ہونے کو یاد کٹ خریدنے سے ملے کاغذ
 دیکھ کر دامن بناتے تھے اور یہی چاہا ہوا دامن بنادے کسی سے مفاد نہ دیکھا
 لے لئے اور کسی سے دوتانے لے لئے۔ ہم دیر تک ہیں تماشہ دیکھا کہ آخر
 کچھ کہہ لے ہوئے ہمارے اہل قریہ اور بار صاحب کو کسی حاصل ہونے
 نور احمد دینے بند کر کے ہمارے اہل قریہ سے۔

ان بھائی صاحبہاں کیجئے گا آپ کو بڑی دیر میں کرچکے
 لکھے آپ سے باتیں کرنا تھیں اس لئے میں نے یہ زحمت دی۔

میں نے کیا۔ کوئی مضائقہ نہیں۔

کہتے تھے: میں آپ کو اس لئے روک دیا ہے کہ آپ کی صورت سے لہو کہ
 یہ اغوانہ ہر ایک آپ سے مطلب کے آدمی ہیں اور میں خیال ہے کہ آپ میرا
 ساتھ دے کر میری شکل کو آسان کر دیں گے:

میں نے کیا۔ فرمایا ہے میرا سرخیم حاضر ہوں۔

کہنے لگے: آپ اگر آجکل میرا روم ڈھونڈ سوندھ کے لئے اسٹین
 پوسٹ ماشو جانیں۔ میں خود پوسٹ ماشو ہوں اور میرا بھائی بھی
 میرے ساتھ کام کرتا ہے لیکن وہ بچہ لگی کپڑے اور یہ کام ہے بڑے بچہ
 کا انشائی نے آپ کی صورت دیکھتے ہیں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ آپ ہی کام
 کر سکتے ہیں اور آپ ہی میرے مطلب کے ہیں۔

بیکاری تھیں ہی بڑی چیز اب اس وقت سر پہنے اور دھو لکھا کرتے
 تھا ہم نے فرماؤ اس حد سے کہ تھل کھلے پر رضا مندی کا اظہار کرتے
 ہوئے پوسٹ ماشو صاحب سے عرض کیا کہ:-

اور تھوڑا لکھا کا نظام ہو گا:

وہ: "اس بات آپ نے اچھا یاد چولی بھائی دیکھے انہی یہ کام نکل
 بنایا جاسکتا ہے اگرچہ اسے ہم کو چاہیے کہ تھوڑا ذخراہ کا خیال ہم زکر میں
 چھوڑا اس کام کو سنبھال سنبھالیں پھر تو جو چاہیے گئے ہیں گئے۔ ابھی تو خدا کا

مسلطہ ہے کہ آدنی رجب اور عادیہ ہم اندر آپ دوا دی تھی میں
 اور کم دوا دی کہ تمام آدنی کا ایک کھنچا چاہئے پختہ و خرچ کمال میں
 بحر حقیقہ اس میں سے ہم اندر آپ میں میں تقسیم کر لیں گے !
 میں نے جو تک کر کہا : یعنی اس کی آدنی کہیں اور نہ جاسکے گی !
 وہ : کہیں اور کیوں جائے گی محنت تو کر میں چاہی و میں ہم ملکہ نہیں
 ہم اور آدنی جائے کہیں اور !
 ہم : تو آپ سے اور لگاؤ ڈاک سے کیا تعلق ہے ؟
 وہ : اچھی کوئی تعلق نہیں تعلق کیسا ہم خود پورا فکر میں !
 ہم نے اور زیادہ حیرت زدہ ہو کر پوچھا : یعنی چہ ؟
 وہ : بھائی اس کو اس حیرت بکھنڈ دیکھئے میں سب شے دہن ہوں اور
 خود سے شے پیچھے دیکھی بھوجا بنے گا ۔ اب جیسے یہ ہمارا ڈاک خانہ ہے
 اس کے ہم تک میں اب یہ محنت و غم و غم میں اس کی آدنی کی ہماری ہے
 لیکن اس آدنی میں سے نہ پائی کہ نہ ہے اب حیرت یہ کہ کجی لوگوں سے
 محنت و غم نہ ہیں وہ خط لگا کر ہمارے ہی ڈاک خانہ میں ڈالیں گے اور
 ہمارا فرض ہے کہ اس کے خط جہاں کہیں کے ہوں وہاں پہنچو ان میں تو ہم یہ
 کر رہے تھے کہ جیسے کا پور کے خط میں اور ملکہ کے خط میں اور ہمارے خط
 میں جو خرچ جہاں جہاں کے خط ہیں ان کو ہم بھیجے کہتے جانیں گے اور یہ

یعنی پندرہویں کا دوا دہستہ سے ہوا میں گزرتی کہ کجی لوگوں
 وہ میں وہاں لوگوں کی آدنی کر بھیج دیں گے جیسے کا پور کے خط ہوا
 محنت میں گئے ہم ان کو میں گے اور ایک آدنی کہ کجی لوگوں گئے وہ آدنی
 کا پور ہوا کہ اس خط کی کسی ایسے ڈاک خانہ میں دیکھا جہاں ہوا محنت
 ضرور تھا جس کے خط ہمارے وہاں سے میں اس میں اس خط اپنے آدنی
 کے ہوا میں تقسیم کرتے ہیں اس طرح وہ ہمارے خط اپنے آدنی میں تقسیم
 کرانے گا اب اس آدنی کے کا پور جہاں سے آدنی کا کجی لوگوں کی تحریک
 یہ ہے وہ خرچ جو ہم اس آدنی سے نہ پائی اس طرح ہم کہ مختلف خطرات
 پر آدنی کی پختہ ترین گے اور یہاں میں خط تقسیم کرنے کے لئے آدنی سکھانے پر
 اس لئے کہ اگر خط تقسیم نہ کر آدنی تو دوسرے ڈاک خانہ دے ہوا خط لگا
 تقسیم کرانے گئے اب یہی تحریک اور کہ اس سے جریجے گا وہ ہوا اور تھا
 ہے کہ بھائی اس میں مل نہیں کہ کام کرنے کی ضرورت ہے ہوا پورا یا اگر کجی
 و کام کیجے ہو سکتا ہے !
 ہم نے ڈاک کا انتظام کر لیا کہ وہ یہی ہو گیا کہ اس میں نقصان پہنچے
 کی کوئی وجہ ہی نہیں ہو سکتی اس لئے کہ جب ڈاک خانہ کے متعلق ہم یہی
 دوا دیں تو جو چاہیں گے کہیں گے آدنی میں ہے بزرگ ہی نہیں سکتی
 لہذا ہم نے جواب دیا۔

اور خود کو مستحق قصاص کا مکان ہی نہیں ہے میں حاضر ہوں۔
 وہ نہیں ہو صاحب یہ کہنے کے فائدہ کا مکان نہیں ہے کہ ہمارے
 دیکھا دیکھی دودلگ بھی ڈاک خانہ غرض کہو کہیں گے وہ جب جوت سے ڈاک خانے
 پر جانیں گے تاخیر ہے کہ کام کو دعا دانی نہیں ہو سکتی آپ ہیں گنا شہادت
 فی قصاص ڈاکو میں لگا ہوں ہر تاج بھائی اگر دوستوں کو
 پرہیز کا ٹکٹ چاہو تو کم کر پرہیز کے درمیان پرہیز کے اسی مقابلہ کا تو رہے
 مگر بھیجیں ہم سے سنا کہ عینا ہے۔ ہم تمام اہل انداز سے اپنا بھاء گرا دیں گے
 ہم نے پھر خبر سے پوچھا کیا فرمایا اور وہ کہ بھی کھال سکتے ہیں ڈاک خانہ؟
 وہ کہن بھائی کیا کہیں ہم یہاں ہی کھول دیں نہیں سکتے اور کہنے کا
 سیکڑوں کو کہیں گے۔

ہم ایک سنانے میں آگئے ایک اب اسی حضرت سے کیا کہتے۔ مجرداً
 چھپ رہے اور اسی سے کہہ دیا کہ۔
 "اچھا ہم کام کرتے ہیں بتائیے کیا کہیں؟"

وہ کہ میں تو صاحب لگا تا ہوں ایک کی آغوش کا اور آپ یہ کیسے کہیں
 کھول کر صبر خط نکال پیچھے اور میں بلا کر تریزین لگا ہوں کہ بھائی
 باقی ہے ٹکڑوں کے خط بھیجے کہ ان کو الگ الگ کر لیجئے کہ اس شہر کا کہ ہے
 اور یہ بھی دیکھتے ہیں گا اگر کوئی تریزین اور غرض ہائے دوسرے لکھے گا۔

اور ہمارے بھی نام آپ خود چکا لیجئے گا ہاں اگر کوئی تار دیتے آیا کرے اور
 کہہ لیجئے کہ تار نہیں ہے۔

ہم سنا ہوا شہر صاحب کی تمام باتوں پر عمل کرنا شروع کر دیا
 ہوا سے سنا تھا کہ وہ بھائی جو کوٹام ملک صاحب پرست شہر بھائی کی
 امداد کی ضرورت کا کہہ گئے ہم نے سیکڑوں انگریزی ٹکٹ کے خط بھائی
 اور اپنی ہوائی ٹکٹ کے تمام خط لکھا کہ شہر دار قسیم کر ڈالے اس کا بعد
 سب کے واسطے ڈالے لیکن یہ کام میں زیادہ دخل تھا اسلئے اس پر ہوا کی
 پرست شہر صاحب کی بیڑوں سے مطابق کرنا اس کو لڑاؤ کی طرح
 کہیں نہ تھا اس کے لئے زبردستی سے دیا جس میں ہونا چاہیے لیکن ہم نے
 جلدی سے پرست شہر صاحب کی بیڑوں کو لگا کر اس کے مطابق بیڑوں کا
 بتا دی اب کیا ہم کر گئی تھی اور ہم دیم سے بڑھ سکتے تھے پرست شہر صاحب
 بھی کہیں پر سو کے سو پہ لے آئے کہ بھائی صاحب بھی کہیں گئے
 گئے تھے لہذا ہم خدشہ پیچھے رہے اتنے میں ایک صاحب تھیں جس کا کہ
 رو رہے تھے ہوتے تشریف لائے اور ہم سے کہتا تھا کہ کہہ گا کہ ہم نے
 رو رہے ہوتے دوسروں میں گئے اندھنی سے کہا "ہیں بھائی انھوں نے کھلے۔
 "اور دوسرے۔"

ہم نے شہر دار کا ایک کسب کیا دیکھی اور پھر سے دیکھ کر بھائی

اور وہ کاغذ ہم کو دے گئے جس پر فرزندہ اور پابندہ دونوں کے نام اور
پتہ لکھے ہوئے تھے۔ ہم ابھی اس کاغذ کو کچھ ہی دیکھ رہے تھے کہ ایک اور
صاحب قریبن لائے اور ہم سے پوچھا۔

”بھروسہ صاحب ہمارے نام کوئی مٹی آؤ تو آیا ہے؟“

”ہم۔ آپ کا نام؟“

”وہ۔“ بھروسہ پر مٹا دیکر۔

”ہم۔“ پتہ؟“

”وہ۔“ ترسی گئی لکھ۔“

ہم نے اس کاغذ کو دیکھ کر حیرت میں آجایا۔

”آپ کے نام کا کوئی مٹی آؤ تو نہیں ہے ایک مٹی آؤ تو پتہ بھی
لکھا ہوتا ہے؟“

”وہ۔“ اسی نے میرا ہی پر کا نام غلط کر دیا ہے کتنے کا ہے؟“

”ہم۔“ دو سو دس کا ہے۔“

”وہ۔“ جی ہاں جی ہاں دو سو دس ہی کا تھا اپنے وہ میرا ہے۔“

”ہم۔“ لیکن یہ تو کاغذ کا ہے۔“

”وہ۔“ جی ہاں جی ہاں پتہ سے آج ہی آیا ہوں وہ یہی ہے۔“

”ہم۔“ تو آپ سرور اٹھو صاحب کرنا لیجئے بھروسہ نے مٹی آؤ تو بھیجی ہے

وہ کہہ دیں تو میرا بھی دیکھیں۔“

”وہ۔“ اسی کو کیا ہم محبت دلا دے ہیں آپ خواہ مخواہ کا پتہ بھیجیں گے

اور وہاں سے واپس آجائیں گے گا اس طرح سے کیا فائدہ جب میری جیس

میرے جیس تو کچھ بھی دیکھنے کا نا۔“

ہم نے تھوڑی دیر تک خاموشیے فرما کر غور کرنے کے بعد یہی سنا

”بھروسہ آؤ کہہ دے کہ وہ ان کو میری اسٹاپ کے دستخط لے لیں لفظ ام

نے ان سے دستخط لے لیا اور وہ اپنے ان کے جملے کر دیتے۔“

وہ صدمہ کر کے چلے گئے ہم نے اطمینان کی سانس لی کہ ایک

بھروسہ آؤ چکا ہے اللہ اس آؤ کیا سید اور پابندہ کے دستخط دونوں لے کر

کے لئے پوسٹ اسٹیشن پر پہنچا دے گا کہ ہم نے مٹی آؤ تو پتہ

اور پابندہ کی دستخط دونوں ان کے سامنے ان کے سامنے پیش کر دیتے ہیں کہ

دیکھنے ہی پوسٹ اسٹیشن پر جاتا ہوں کہ پتہ کیا ہے؟“

ہم نے نہایت اطمینان سے کہا۔

”ایک صاحب نے مٹی آؤ کیا تھا لیکن تھوڑی دیر ہی پر کہ بعد

ہم نے کاغذ مٹی آؤ تو پتہ خود آگئے اور میں نے یہی تحقیقات کرنے کے

بعد ان کو دے دے دے دے اور دستخط لے لئے۔“

پوسٹ اسٹیشن۔“ اسے بھائی کیا کہتے ہیں مٹی آؤ تو کان پڑا کاغذ

جہاں کیجئے دے دیا ہے؟

ام: یہی ہاں انھوں نے کہا کہ میں ابھی کا چند سے آ رہا ہوں۔
 پرست: اسٹری اور ان کا نام تو جلد و سہا سے کہا نہ دے لکھا ہوا ہے
 کئی آرڈر ملو پر مشاؤ کرے؟
 ام: یہی ہاں جی ان اس کے لئے بھی انھوں نے کہ کا نام اسٹری سے
 ڈس اسٹریٹ پر لکھا ہے۔

پرست: اسٹری یا تم نے بڑا غضب کیا نہیں معلوم کہ تم سے دو برس
 اپنے لئے کیا تم سے بڑے لوگس نے کیا تھا میں نے تو صورت لینے کو کہا تھا
 ام: یہ کیا غضب کہ دو برس بیا تو جائے اندر ویا نہ جاسے میں نے تو پہنا
 فرمنا دیا کہ دیا۔

دو: یہی ہاں آپ نے تو فرمنا دیا کہ وہ باب اگر بھیجے داتا اگر چند برس
 کا مطلب کہ۔ کیا ہو گا؟

ام: ہر گاہ کہ اس نے جس کو بھیجا تھا اس کو دیکھا ہے۔
 دو: دیکھنے سے تم کی باتوں سے شک پیدا ہو جاتا ہے اگر میری جگہ
 کوئی اور ہوتا تو آپ بھی پریشان ہوتا۔

ام: یہ آپ نے ابھی کہی آپ بلکہ کہہ جاتے ہیں ابناپ میں بچنے لگے
 میں ان کا آپ میری تلاش سے لکھا۔

دو: جناب آپ بھڑا گھس آ نکالنے نہیں میں نے آپ کے بچے بہت
 سے یہاں لوگوں کا آنا دیا ہے۔

ام: یہ کیا کہتے ہو ایک شریف آدمی ہے ایسی باتیں کہتے ہوئے تم گذرا
 بھی جھجک نہیں ہوتی خیر وہ اب نہ بولے۔

دو: ایک خود پرہیزگار آدمی پر سے نہاں چلتے ہیں شرف ہے۔
 ام: تم نہیں مارتے کہ میں خدا کے بندہ کہہ دوں گی جانتا ہوں۔

دو: یہ تو ابھی تو روکتی ہے کہ دو پرہیزگار پرہیزگار خدا کے بندے ہیں۔
 ام: اور وہ دونوں دست و گریباں پہنا ہی چاہتے تھے کہ جلد سے

کلن: خدا نے جنہیں ان آواز سے گونج گئے اور اس طرح غصے کے لڑنے
 پریم: خدا نے کہا ہاں ہاں سے انکار پرست میں کی طرف سے چھپتے ہوئے

پاپ: بھائی نہ یہ کہ خطا جس کا تعلق تھا آگاہ انھوں نے کہا ہے کہ
 کوہاں سے خبر ہے وہ آپ کی خیر دعائیت و دعا خدا کا کریم
 سے شکست طلب۔

ناکاس کی صورت ہی کیا ہے تا جہد کا روپیہ زعفران میں دھو کر بیچ دیا
 جہدوں سے حاصل ہر سکہ زعفران سے خریدا جو کہ بیچا بیچا گئی اور
 تا جہد مل کر رہ گیا۔ اس عیب کے سوا یہ کہنے کے لئے بہت سے
 انکار اور شراہیں دیکھ کر اندر سے کھلی کھلی کہ گویا کہ زعفران میں بہت
 حاکم نامچا ہے تھا کہ زعفران میں زعفران تجارت اور بہت سے تاجر کی دکان
 پر بھی حریف میں شریک تھا اور انکار اس سے ہے
 زعفران جواب کہ دینے سے بہت بھگتے
 کاغذ سے جانے نرم ہاتھ سے لکھتے
 اس شعر کے عروضی تقاض کے قدر دارم نہیں ہو سکتے بلکہ بیوقوف
 عقل کو کفر بنا شدہ الاساطیر ہے۔ بہر حال ہم عرض کر رہے تھے کہ جہد
 کے لئے زعفران قافی ہے اور اس زعفران کے میں سے بے کی کشش
 تا جہد کرتے رہتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں وہی قافی کہ تا جہد تفریب
 اور تیر سون ثابت ہے کہ زعفران لکھنؤ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے
 پرست میں دام گنایا ہے اس کے عیب اصل و بنا ہے خود پھوس پارسل
 میں سونٹھے پاشی اس پارسل کا مال لٹکا ہے یا چھوڑا آپ کے دام چھوڑ
 ہوا یا چھٹک جائیں ہر حال آپ ہی جہد ہی نرم واپس نہیں ہو سکتے
 اور وہ پارسل بھیجے والے کو کہتے ہیں کہ چھوڑ دیا جائے گی۔

اسی ویلی کے طریقے سے غلام تھا کہ بہت سے لیتے تاجر پیدا
 ہو گئے ہیں جو غلاموں کی کے اندر کسی طریقہ پر اپنی تجارت کو نیچا لگاتے
 خفا یا پناہ دینے میں ایک گڑھی اور پکاس تھفے والے تاجر۔ اب آپ ہی
 بتائیے اگر ان کا مال کوئی مسجد سے لینے جائے تو وہ مال دیکھ کر ہانپتے
 منہ لگا کر پچا گاہیں سنائے گا اس لئے کہ ان میں ایک تو ہوتی ہے ہاتھ آئے
 وہی نام میں دوسرے کا طوطہ کوئی چیز ایک پیسے سے زیادہ قیمت کی نہیں
 ہوتی کچھ پیسے سے مال و مٹا چا ہوتی ہیں کچھ نہ بکری کچھ پیسے سے
 چاقو لڑائی تو سبکی دوسری چیزیں جن کی گڑھی قیمت ڈیڑھ روپیہ کے قریب
 ہوتی ہے اور باقی مٹا ہے میں روپیہ سے قطع کرنا کسی کو کھانا کاغذ نظر
 اشتہار دیکھ کر اندر لائے رشتہ دار یا دوست یا کشتہ دار یا کسمن دیکھ کر
 بہت سے سدا ورج ہر حال میں میان کی گاہے ہی پھنس جاتے ہیں اور
 وہی طلب کر لیتے ہیں جس کے وصول ہونے کے بعد ان کو پناہ پیشنا
 پڑتا ہے۔ اسی طرح شہاب آدھ دو امیر بھی وہی لکھنؤ پر چلتے ہیں
 دکانوں اور محلہ جو کہ اندر ان کے سرکب حکومت کی ایک شہنشاہی پر پناہ پناہ
 جو کچھ روپیہ میں خریدے گا کیسے اشتہارات کی لکھنا اور ہاتھوں سے
 وہی طلب کرتے ہیں اور وہی لکھنؤ کے بعد لکھنؤ ہی جو قافی پر
 بچنا نا ہوتا ہے۔

اس قسم کی تجارتیں تقاضا ہے کہ صورت و منہ کی کڑو سے پرہیز کیا
 ہو۔ ورنہ اگر کسی کی خاطر شکوک ہو جائے تو اس قسم کی تجارتیں
 کامیاب رہی ہوگی۔ چنانچہ بہت سی حدیثیں ہیں کہ اگر کسی کی طرف سے
 کی طرح ہو جائے گا۔ یہ سن کر لوگ کہتا ہیں کہ یہ باتیں خدا کا کلام ہے۔ مگر ان کی فہم
 و خیالات اور مسائل تو اپنے پیچھے ہوتے ہیں۔ کیوں کہ اصول کا اخلاق فرض
 قرار دیا گیا ہے لیکن کتب فروع میں اس پر عمل کرنے کی بجائے ہر مسئلہ کی
 کئی یا کئی چار یا پانچ روایات اس کا اصل کلام ہی فرض ہے۔ اور جو اس کے
 "پس کردے گا وہ خدا کی لعنت میں مبتلا ہوگا۔ اس سے کہیں بچاؤ ملے گی۔ خدا
 کا شکر اگرچہ پرچھتے تو بھی وہی ہے۔ وہ اپنی جہالت کے شریعت قرار دیکر
 خدا کو انہ کہتے ہیں کہ کس قدر وہی طلب کئے گئے کسی قدر عمل کرنے سے اور
 کس قدر واپس آئے۔ ان کو وہ زمانہ اور اس وقت تو ان کا اس لئے انتہائی
 ہوتا ہے کہ کس قدر وہی کی کیا نہیں آتیں اور تیسرے وقت غایت میں میری
 کہتا ہے کہ اگر کسی کو اس لئے روکی جاتی ہے کہ وہ کلمہ دے یا کہ جاتا ہے۔
 بہت تیزی سے کہ جس وقت پرست و خدا کو کہتا ہے کہ یہ کتب فروع صاحب
 اس ڈاکٹر سے کہ وہی طلب کرنے والے شرط اس طرح بھانپ لیا
 کہ اگر کسی نے جس طرح تارش کھینچنے والے ترکے ہے انک کہتے ہیں
 اور ان ہی شرطوں کو اس طرح پڑھتے ہیں کہ اگر باہر تو شرفست ہے اس
 طرح جب وہی دے گا تو ان کی آیت ہے تو بچاؤ تا جہاں وہ ہم کی گفتگو

میں لکھا ہو کہ اس قدر غرض نہیں پڑھنے لکنا ہے اور جب ان کی فکر و مشاہدہ
 اس کے ادنیٰ نتیجہ سے بھی ایک قرعہ کتاب و صاحب دے تو عمل کے
 اچھل پڑیں۔ اور سزا تجویز ہے کہ شرط ہو کر نہ جائیں اور وہی طلب
 کہ کہ واپس کرے خدا کے صاحبان کو واپس لے کر کہتے ہیں کہ ان کے دال تمام
 گایاں وہی نہیں۔

وہی کا ایک شکار تو تھا جو ہم عرض کر چکے اور وہ سزا دیا ہے کہ
 وہی طلب کرنے والے اس واصل کرے خدا کے واپس لے کر کہتے ہیں کہ
 صاحبان اس سزا میں کیا کیا کرتے ہیں اس کے منتظر عرض ہے کہ اس کے بعد
 ہی کمال خوب جانتا ہوں کہ اس لئے کہ موجودہ اقتصاد وہی تباہی کے دور میں
 وہی کا طلب کرنا ایک بہت بڑی برکت ہے اور اگر اس کا اصل کو دیکھنا تو
 یعنی ایک ایسا کاروبار ہے جس کا جواب نہیں بلکہ سرکاری اور خانہ کی
 فیاضیت ہی سے مل سکتا ہے۔ بہت وہی کا واپس کر دینا کافی خوب کی آیت
 نہیں خواہ یہ کتنی ہی بد اخلاق کیوں نہ ہو حق اصل میں ہے کہ اگر کسی کو
 اشتہار نظر سے گزرا تو اس کتاب کا پڑھنے کے لئے دل چاہیں کہ وہ خدا کا
 کلمہ پاک وہی ہر صحت فرمائیے جہاں کہ غیر منت تھا ایک جہت وہی کی تباہی
 اس کو واصل کرنے کے لئے بھیجی جائے اور جہاں تو اس وقت کہیں آیا
 کہ وہ یہ کہ وہ نہیں کیا قیمت ہے۔ بہر حال اس کو واصل کرنا ہی پڑتا ہے

ہیں۔ جی نہیں بلکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ وہی اپنی تنگنائی کو توڑ دیکھنا اور
اس پر سہارا دے جس کو کیا کر رہا۔ اس کا کس طرح وہاں کیا جائے چنانچہ
وہ زیادہ تر تو وہی ہی کا۔ تشخیص کے کردار کہ جیتے ہیں اور وہی ہی شریفانہ
طریقہ پر خود ہی وہاں چلا جاتا ہے وہ نہ تنگنائی والے صاحب اپنے نظم
سے خود کو دیتے ہیں کہ مکتوب الیہ کا انتقال ہو گیا اور وہی ہی اتنا بلا
پر جتنا ہوا وہاں جاتا ہے نقشہ مختصر کہ وہی ہی وہاں ملے۔ علم و ریاضہ
سے بھی زیادہ دیکھ سمجھ ہے اس پر جتنا بھی کچھ لکھا یا کیا جائے کم ہے۔

خودکشی

بیٹا میرے کیا۔ اس کی مشادی ہو گئی؟

میں نے کہا۔ کیا بگڑا ہے؟

اُس نے پھر کہا۔ اُس نے مشادی کر لی؟

میں نے پھر کہا۔ تو لکھنا ہے؟

اُس نے اپنی صوفیہ کے تخت میں ایک مشادی کا پتہ براہِ امت

نام دیکھا اور میں اُن کے گر گر پڑا۔

خیر تو سزا داتی رہدانی واقعہ ہے جس کو نہ میں بیان کرتا چاہتا

ہوں نہ کسی کا اس واقعہ کے مسلم کرنے کا کوئی حق ہے۔ اہستہ حوض پہنچ

اس واقعہ کے پیر سے پچاس لے اس کے کوئی نو سو چارہ وہاں نہ تھا کہ میں

خودکشی کر۔ اور وہ نہ اس نقش کو چھو نہ وہاں سوجھنے سے ہی وہی

سے شاکھائیں اپنے فو کے جھنڈوں سے نمایاں کر دیں تاکہ نادر خان جیسا
 کاغذ کر کے لے کر دھاری میں مبتلا ہو۔

برادری واقعی دنیا سے ہٹ گیا تھا اس قدر کی سے کچھ ایسی فزیت
 پیدا ہو گئی تھی جو عام طور پر سوت سے مراد کرتی ہے۔ میں جانتا تھا کہ کئی کئی
 ہی بڑے لاد فیل ہے لیکن بعض اوقات اس بڑے فیل پر گدے دکھانا اتنی
 عجیبی اور بڑی بات ہے جسے فقیر کو میرا خود کش کا امامہ یا کل من بنایا۔
 قمار دہریہ خود کشی بقیہ ہائز بلکہ فرض تھی لہذا میں اس فرض کی ادائیگی
 برادر کل تھیں سے کام لیتا جانتا تھا۔

مات فز کی طرح تھیک تھی اور ہر طرف قبرستان کی طرح سا تھا
 ہر تھا بلکہ دریں سماعت اور ہی سننے کا اس قدر تھا میں چپکے سے اٹھا اور اپنے کپے
 سر پہ لگا کر جس پہ پہلو پر چلا گیا یا کونجی میں سے خوراک کھا لیا تھا
 کبھی میں شکل تھا اس کا کئی صورت کبھی نہ آتا تھا۔ لیکن کچھ معلوم ہے کہ
 وہ صلوہ شہادت کا تاج پہنے ہوئے ہیں اس کا وہ سے صورت اچلی کا ایک نشانہ تھا کہ
 تمام گفتگو تمام انجمن اور اسقام انجمنوں سے جو کہ اس مقام کی کئی کئی
 خبر کے بعد سے گزر رہی تھیں۔ انجان وہ کہتے ہیں نے رو اور کہ تو قوت پر
 انھوں سے مجھ کو پکڑا اور اس کا طوارقین کا۔ توں لگاؤ ہے اس کہ بعد کچھ
 خود میرے اختیار میں تھی مگر چاہتا تو اس وقت اپنے کو تیرہ رہتی ہے۔ اور کہتا

تھا لیکن اس کو توں کو حرف کہنے یا نہ کہنے کی اور اس کو یہ ہمت نہ تھی کہ اپنے
 دونوں صدمہ کے پائے سے خود کشی کی کہ یہ تھیں نے دے لئے تھا اس کا بعد اس
 شریک جات کا خیال آج اس کا ساگ دھڑا تھا پھر وہ تم نصیب اس آواز
 جملہ جات کے اپنے بڑھاپے کا سارا گھر کی رہی تھی اور بعد جھینٹ باب
 یاد آ رہا جو کہ اس کے سر پر کتا تھا وہ تمام خونوں کی اس کی گھبراہٹ کے لئے
 اور بعد از خود لپکا اگر کہ ہم ایک مرتبہ اس کو خوی مرتبہ میں سب کو بلوا دیں
 نے یہی اور احتیاط سے ہر کہ بعد رہے ہاں میں سے یہ کچھ اور سب کچھ
 سب سے کچھ پہلے اپنے بڑے پر کہ کچھ اور عالم اس میں کئی کئی کچھ
 سلام برتا تھا میں نے آدینہ ہر اس کی بیانی کا اور اس کے اس سے نصرت ہو کر
 جو کہ کچھ کچھ طوط بڑھادیا کا یہ سب جان بوجھ کر اس کو خوب تھا کچھ
 تھا اور مصروفیت پیدا تھی بڑا آہستہ سے اس کے سر پہ ہاتھ بھرا اور اس کو
 بھی نہ کہ ہر کہ کہ اپنی اس شریک جات کے قریب گیا جس کو دیکھنے
 سے کہ اپنے انھوں سے روٹھا تھا یہ حضرت حضرت کی درویشی پہ مقدس کی
 ساتھ کوئی لطیف خواب نہ کہہ تھی یہی اس خواب کا کہ اپنے سترے سے کچھ کیلئے
 نصرت ہونے کا کہی ہر شہ تھا۔ کچھ پہلے اس کا فکرو خوی ہم کیا اور میں
 کہ وہ ستر حضرت میں جگا رہی ہر وہی اس کا کہ نہایت کی جس کوں کا کاشانی
 کہنے کے لئے اس وقت میں تھا جس نے اس کے فرائض چھوڑے ہاتھ پر کچھ

و کچھ اور اس طوطے سے کچھ بھیر کر دے کہ طوطے بڑے بڑے ان کے ضیعت نکالے
جسم کو دیکھ کر خراب نہ کرے کہ فرم کا جو پڑا اس قریب پر پریشانی سے جلدیلا
وہ اس کے لئے بھوکھا خام صحت چکے۔ میرے ملاحظہ میں کوئی نقص نہ پایا
نہیں ہوا۔

میرے اپنے تمام گھوڑوں کو دیکھ کر اپنے کو پسند میں پر کر کے اسکا ہنسی پڑا کر
کی تصویر کچھ جودہ میں لے کر لایا تھا میں نے اس کو دیکھ کر اس کی تصویر میں اس
اداء کا تصور کر لیا تھا وہ اس کو بہت عبادت دینے کا بھی یقین نہیں ہے میرے
فرما تصور میں نہ رکھو ای اور یہ اور اٹھایا۔ گوریا پر سزا ہاتھ میں تھا لیکن اتنے
کا نہ ہوا تھا غائباً بری تشنگی لڑنے میں فخر کرنا اس پر بھی اثر تھا اور شرم
اپنے انتقال کے بعد کہ ان غلوں کو دیکھا تھا کہ میں وقت ایک سما کے کعبہ پر وہاں
کی اتفاق گارڈ سے بچے کو تڑپتی ہوئی مل جاتی تھی میں ایک نظر ٹھکانے پر گیا کہ
ساتھ میں ہر گز بند گاؤں کچھ کی طرح تڑپاں گا میرے گھر کے تمام لوگ میرے
گھر میں بیٹھ رہے ہیں گھر میں یہاں لگا کر اپنے ذہن پر لگا کر نہیں دے گی میرا
پاپوش کھانڈ کر پڑے گا میری رومی و سوسدوار سے میری زندگی اور میرے بچے
بلک بلک کر دیں گے میری دل کھلی کہ اپنے حیرت والے تم نے کیا کیا توڑیا
کی کافی لڑائی اس سے میرے بچے تیری صحت لے کر لے آئی ہیں میں لگتی ہوں کہ
جیوں گی" میری رومی ہاں یہاں ہاں کہ لکھی کیا اس دن کے لئے مجھے زندگی

بھوکھا کا وہ دیکھا تھا اسے کہ اس پر چڑھ چڑھ چڑھ کر کہا کہ میں نے اپنے
کیا میں اس سے نہ چاہتا کہ اس سے کیا میں میرے ہونے اپنے تم سے کہیں نہ چاہتا
اس سے میرا کچھ چھوٹا جاتا ہوں کہ لڑائی میرے بھی ہونے سے میرا کچھ بڑا کرتا
دیکھ کر کہا کہ اس طرح رو نہ لگا دو وہ میرا وہ ہیں وہ چھوٹا کچھ صحت پر کہ
وہ جاتے گا بھر گویا باجے کو دیکھ کر اسے شروع ہو گیا اور ایک کلام پر چھوٹا
اس کے بعد چارپیسے آئے گی اور تحقیقات شروع ہو گئی اس کے بعد میری دانش
پر مشاغل فرم کے لئے ٹھیک کا کیا کچھ بھی ہوا سنے جہاں دانش کی میری بھائی شرم
ہو گی اور غریب میرا حسد سوز میرے اعزاء کے حملے کر دیا جائے گا اور جینے
کھینچیں ہو گی میرا پچھڑا کھینچ کر توڑی دیں گے میرے پیشانی کے دو پتھر ہیں گے جیٹھوں
اپنے جواویہ جیتے کھانا کچھ نہیں کھا کھا کر توڑ لیں کہ سنگی ہری میری سفید و پشیمانہ
کو دیکھ کر چڑیاں توڑ کر حسرت دیاں گے میرے بچے کی اور میری زندگی کچھ نہیں
بھانڈ بھانڈ کر پھانپ کر کہ میری زندگی گارڈ سے جائیں گے۔

میرے ہاتھ سے وہ لکھو توڑا جو ہر شانہ میں ہر گز نہا خیریت یہ
ہوئی کہ میری نہیں ہوا وہ قبل از مرگ اپنے شروع سے جاتا۔ میں ان بھیاں کہ
تھوڑا جھگڑ گیا تھا وہ لڑاں عرصہ کہیں کہیں میں وہ جا رہا تھا میں نے
ان محالوں پر دیکھ کر کہا کہ اسے کمر و دست خود کشی کے اداء سے کشتی
کہ یا جو نے توڑا تھا وہ اس لڑائی کے خیالی کے ساتھ ہی میرے جسم کا ہوش ہے

ہندوؤں کے ساتھ خود کشی کے مسئلہ پر خود کشی تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ خود کشی
 شوقانانہ عقائد اور عیثیت سے ایک ناموس من ہے اگر ملنے تو ہمیشہ
 کے لئے خدا پر جنم میں بتلا رہیں گے اور یہ گناہ بھی نہ کرتا تھا لہذا
 لیکن دوسرے صورت کی تعلیم بھی اٹھانا پڑے گی اور پھر قاضی گرفت میں
 گرفت میں پھنس کر سبیل میں چلنا ہوگی اس کے علاوہ چونکہ خود کشی
 واقعی ایک نیکو فعل ہے لہذا اگر ہم مبادیہ میں قہم کو یہ قبول نہ کرنا چاہیے
 پھر قریبی حماقت ہے کہ ہم اپنی جان سے جانیں اور قیام نہ آئے
 اگر کوئی چتو چلتے اس کو دانہ کرے یہ پھر اگر جلاتا مناسب ہوں تو خود
 بھی دانہ چھانیں میں اس وقت ہم کو الہامی طبع ہفتہ کو کا یہ شراب
 آیا ہے

کدور یہ کہ کہیں سے کہہ رہا نہیں کمال

مرکز کے بجائے میں جیتا کمال ہے

لہذا نام تحریر ہم بھر بار میں مرکز فیض بقید حیات ہی۔ خدا
 ہماری طرف رکھتے۔ سالانہ کو اثر خود کشی کا انا اور بھی نہیں ہے اس لئے
 مناسب کہ ان کے بیان کیجیے ہوا ہے اور ہم ہفتہ ہفتہ ان کے خیال کو بھول کر
 آج اس طرح سے بالکل خالی اللہ ہم چکے ہیں جنہ خدا کا حکم کرتے
 ہیں کہ تم میری بات ہماری فطرتی مبادی نے ہم خود کشی کے لئے لانا فعل ہے

بھلا اور نہ آج ہم عرصہ کے خدا نہ خواستہ ہم چکے ہوتے۔

آسیبی خصل

کہنے لگے "آسیب؟"

ہم نے عرض کیا "جی ہاں، آسیب و اثر آسیب" کہنے لگے "ہش؟"

ہم نے عرض کیا "آپ کو اختیار ہے ہر حال ہم نے قریب مکان اسی لئے جہزنا اور جہان بچھا کر یہاں سے بھاگے ہیں آپ کی اپنی جہاز یا ہے کہ آپ کے ساتھ بال بچے ہیں ہر حال اب آپ جائیں اور بچے کام کرنا۔ آپ شکایت نہ کیجئے گا کہ پہلے نہ بتایا۔"

انہوں نے غور و خوض کر دیا اور ہم پر ہاتھ پھیرا اور ہم کو حقارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ عجیب دیکھی قسم کے آدمی ہیں۔ زندگی مرد سوائے کو اس قسم

کے خباثت سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔"

ہم نے کہا: "تو پھر کیا بچاؤ ہے اگر ایسے بے صلاح آدمی مذہم اہلیم تو اس کو نصرت کیجئے جس کو کوئی ہندسی نہ جانے کہ اس مکان میں کون سے کوئی نکلے اور نہیں آیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب تک ایسا نرنگ ہندو سے آئے ہے کہ اس عرض کے ساتھ بدی میں چلے گئے ہم سے آپ کا پریشان ہونا کیجھا د جائے گا۔"

وہاں تانے لگاؤ مذہم کے ساتھ فرمایا۔

انہوں نے سب غیرت سے کہے گئے:

حق یہ تھا کہ ہمارے ہندو میں ایک مکان خالی تھا اور اس کے خالی رہنے سے ہم کو طرح طرح کے آرام تھے۔

شاید کہ کوئی ہوائی آواز اس میں ٹھہر دیا۔ خود کوئی فرشتہ ہو تو اس میں جا کر رہے۔ خدا کی مروت ہو تو اس مکان کا فضل خدا بہت حال کیا کہ جس کو ایک مکان کو گرا رہے تھے اور گیارہ کافروں پر توجہ دیکھتے تھے اس صورت میں تو رہی طور پر جاویں یہ خود ہش تھی کہ بچاؤ کی شے خالی رہا اور اس میں کوئی گرا رہا اور آتے ہی ہاتھ پھیرا اور ہم کو حقارت سے اس طرح ڈانڈا دیکھتے تھے کہ جہاں انہوں نے آسیب کا نام سننا ہی نہ ہو کسی پرستے ہوئے بھاگنے کر یہ دیکھا ہی نہ تھا ایسے آسیب قسم کے واقعے ہوتے

تھے کہ ہمارے اس بھرتے میں دانے اور گندم نہ لگاؤ گا کہ سمجھا یا لیکن وہ
حضرت ہمارے بڑے ہی بڑے تھے۔

یہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ مولائے آجائے کے جسم کو
نستہ رنگین ہو گئی ظاہر ہے کہ جو شخص وہ مکانوں میں پیچھے ہوا ہوا اس کو
اگر ایک ہی مکان میں رکھا جائے تو وہ خوش نہیں رہ سکتا ہر حال میں وہی
نام بھر رہا لیکن ہم اپنی کوششوں سے اب تک غافل تھے اور امید کی
ایک جھلک سب بات سے پائی جاتی تھی کہ غور و فکر کا جبر پڑتا رہتا ہے
اور نہ تھے کہ شیشائے ہرستہ غور تھے۔ چنانچہ جب آپ مکان میں
اپنی کوشش کی اقامتہ قریب تھا چکے تو ہر شے لایا اور اس خاکہ کو
نکال کر نکالا۔

”اب ہم وہ ایک روز میں بگڑ کر آئے گا کہ وہ بھی آپ کے پاس
کے بچوں سے نہ خوش ہوئے۔“

ہم نے عرض کیا: ”ہاں صاحب آپ کی وجہ سے بڑی آبادی ہو گئی اور
ہم تو لوگوں کو اس صاحب بالکل بے فکر بنائے ہیں۔“

رازدارانہ طریقے پر فرمایا: ”آپ نے یہی غفلت کے متعلق جو کہ فرمایا
ہے اس کا اثر میں غافل نہیں رہا لیکن یہ تو نواہی ہے کہ خبر ہو گیا ہے جس کو
آپ نے یہی غفلت کئے ہیں۔“

ہم نے مصحفیت کے ساتھ کہا: ”صاحب اگر جانے کیا ہے
ہر حال ایک مرتبہ تو میں غفلت کی کسی پختہ تربت پر چھٹے ہونے کی وجہ
میں میں کوئی شکار ہر نظر آ رہا ہے اور اس کو پکڑنے کے لئے وہ ڈانڈ بکھڑکی
ہوں کہ چار پائی سے بدھا ہوا ہوں۔“

تشریف کا طریقہ پڑا نہیں چھڑا کر بے ”داغ“

ہم نے کہا: ”اے شیخ اس مکان میں ایک صاحب اندر رہتے تھے
ان کو تربت ہی پر پڑی کیا گیا کہ وہ نہایت سے اس چار پائی سے ڈانڈ و بھڑکی
تھا وہ ایک مرتبہ تربت میں ایک جا کر ان کا سہارا ہی میں غرض یہی تھا اس
کے بعد سے وہ غار میں بیٹے جتا ہونے کے پھر جائزہ پر سیکے۔“

میرا نے گڑا کر کہا: ”میں نے گئے۔“

میرا نے کہا: ”میں ہاں پھر نہ جا سکے۔“

پھر کہہ سچا ہی تھا اس نے ایک صاحب کا اس مکان میں انتقال ہوا
تھا ان کے سال سے وہ قریب تھا۔

میرا نے فرمایا: ”یہ تر جاب بڑی مصیبت ہے تو غم کر لیجئے کہ۔“
اور کہہ کر کھانا کھانے پر اٹھا لیکن کوئی نہیں کھائی ہوئی اور وہ کھانا کھانے
ہوئی تو خوش میں اگر اس سے ہم نے ان کو قتل دیکھ رہے تھے۔

”یہ کوئی اور خبر و معلوم ہوتی ہے یا شاید ہی ہو۔“

مروان نے کئی جوب دیا۔ انکے ہاتھ پیرکانہ رہے تھے اور ہم بھی
اسی نے غدر کر کے گریباہادی نہیں بھیجی تھی تو یہی سبک دہم حکومت
ہیں۔ ہنسنے کے بعد مروان نے چپکے سے کہا۔
”مگر آپ مروانی فرما کر آج رات کہیں سے ہی مکان میں مرنے کی تلقین
ہے گا۔“

ہم نے کاندھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”بھلا آپ ممان فرمائیں میری آپ خود میرے بیان۔ امیر ہذا کے ذہن
ہر حال اس وقت کہ ۲۵ نے غریب خانہ پر کام فرمایا اور تھیک
اس وقت جبکہ مروان خوب شیریں غافل تھے اور نہ دودھ دھونے سے
رجت تھے ہم اس کام میں مصروف تھے کہ ان کے گھوڑے جاگتے جاگتے پناہ
کا زور دھا کر دیا۔ اکرسیاں اٹھیں۔ لکڑیوں ٹکڑے اٹ دیے۔ ٹکڑے اڑ
ہڑ جیاں۔ نہ عاریں۔ تمام کہیں اور پھیناں اُٹ کر رکھیں۔ تقریر کہ
جو چیز بھی ملتا رہی اس کو غلابا ہی کہلا دیں۔ دس ایک گھنٹہ کی اس وجہ
کے بعد اگر رہے۔“

”سچ کہ وقت معلوم نہیں اس منظر سے مروان نے کیا اثر کیا۔“

ہر حال ہم سب سو کر اُٹھے تو مروان اپنے گھر کے دروازے پر
گھڑے پر سے ہنرہ اُترا ہر حال حرم کا خون خشک تھا۔

ہم نے پوچھا: ”خیریت تو ہے؟“

”کھنکھنے لگے۔ یہی بات ہی خیریت کہنے کی رات کا اس گھر میں نہیں
سویا۔ اور نہ خدا جانے کیا ہو گا۔“ زوراً اندھیل کر دیکھنے کے معلوم ہوتا ہو
کسی سے رات کا اس گھر کے زمین و آسمان کی بدل دیا ہے۔ اگرچہ صحت ہو
نہ صاحب میں ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتا

”ہمنے اُن کے ہمراہ گھر میں جا کر ہر چیز کا بھند دیا ہی پایا کہ ہم نے
رکھا تھا۔ مروان کھتے جاتے تھے گا۔“

”دیکھئے یہ گلا بھی اندھا ہے اور دیکھئے یہ بھی اُٹنی پڑی ہے۔“
اور ہم گریا نقشِ جوت بنے ہوئے تھے آخر شام نے مروان سے کھل
آپ آج اس مکان میں دھن دیکھئے اور میں آپ کو پڑھی ہوئی
یہیں دوتا ہوں۔ دہر گشت میں لگا دیکھئے اُٹنا۔ اٹھ کر نہ ہر گا۔

اب مروان کی رگ سرایت پھڑکی اور وہ اُٹھنے لگے اور اُٹھنے پر
ہاتھ پیر کر کے۔

”اُٹھیں! استغفر اللہ میں یہ ٹوٹے نہیں کرتا میں سب کے علاج کام پائیں
موجود ہیں آج ہی سب بند بست کئے دیتا ہوں۔“

مروان کا کئی معلوم تھا کہ ہلکے قسم کے ایک علاج کام پائیں
نہیں ہے ہر حال وہ اپنی ایلیٰ خیمہ طی کے ساتھ نہ ہوں نہ ہوں

پڑھنے سے وہ رشام ہی سے تمام گھر کو چڑھوں سے جھگڑا یا البتہ رات
 کو یہ خبر دیکھ کر نہ برہم ہو سکتی جہاں بہتر بھی اپنی ہی طرف اٹھائے گئے۔ اور
 سوتے سے قبل کلام پاک سرانے رکھ کر اطمینان کر لیا اور نہ جان پر کھل کر
 سو رہے۔

دانش کا اعلیٰ مرتبہ نہ تھا ہے ایک مسئلہ کی اس ایمانی طاقت کا جو
 روحانی طور پر اس کو حاصل مرقی ہے ورنہ اس قسم کے موقوف پر کوئی
 اور ہوتا تو اگر مشیت رات کے واقعہ کے بعد بھلا اس مکان میں ہو سکتا تھا
 مگر ہمارے مولانا اس طرح سو رہے تھے کہ اگر بالکل ذمہ چھوڑ کر نہ ہیں
 یہاں تک کہ جب پہنے اُن کے سرانے سے کلام پاک اُٹھا کر طاق
 پر رکھ لیا ہے اُس وقت بھی اُن کو خبر نہ ہوئی اور جب ہم نے انکو بچا پانی
 سے پانی دیا ہے اس وقت بھی وہ سوتے ہی رہے یہاں تک کہ کوششیں کیں
 کرنے کو بھی ان کو چہ نہ چلا مولانا کا باندھنے کے بعد ہم نے خود اپنی چار
 پائی میں اپنے کو بھی پانی دیا اور سوت گئے۔

کوئی رات کے ۲ یا تین بجے ہوں گے کہ مولانا کی غیبت بہت
 گہرا زنی ہوئی اور انہوں نے کافور میں کافی ایسوجیم سے گہرا دھواں اٹھائی
 اور مولانا نے پیچھے سے نہایا۔

”جیسے کھول دیں بندھا ہوا ہوا ہوا“

ہم نے بھی تو کی بہت سی طرح اپنی وہ آواز میں کہا
 ”کہا کہ وہ بیابان خدا کے بنے بچے کو کوٹے“
 مولانا نے غرت کے واسطے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

”اُسے بھائی چکے پچکے پر میں بندھا بھی ہوں اور اسکو ج بھی
 شقت سے چھوڑا ہے“

میں نے تمہیں حکم میں آہستہ سے کہا۔

”بھوکہ تو بہت زور کے ساتھ شباب محسوس ہو رہا ہے۔ اب
 کیا کھول؟“

مولانا نے اپنے گہرے چپکے جیش دی لیکن قسمت تو دیکھے گئے ہیں
 اُس وقت جہاں پانی چڑھا رکھی اور مولانا اس آواز پر شیش ہلکا کر
 طرے لیٹ رہے کہ کاش میں بھی اسکی سی بھڑکی دیں تک جب وہ
 جب وہ چپ پڑے رہے تو ہم نے غصہ بھی کیا۔
 ”اُسے یہ دسی تو بڑنگ دسی ہے“

یہ سننا تھا کہ مولانا کا دل بھی انتقال ہو گیا اور انھوں نے اگر ناک
 گھر پر حنا شوق کو یا اور اور حرم نے بھی ناکر اقبال کا شعر اس طرح
 لکھا نا شوق کیا کہ گریہ و رونا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کر رہے ہیں۔
 اب یہ حال تھا کہ جہاں کس جیسے دُخرو نے کھٹ سے بھی کیا مرنا کا کاٹنے

مولیٰ سرورس کپ کی دیسی کی طریت تیز ہوتا جاتا تھا اور اس کے بعد
 بھڑے جو شش نادر مل ہو کر رہ جاتا تھا۔ ہر حال اب تو وہ بیچا روے
 مار سے دار کے جنبش کرنا تو درکنار دیسی کو بھی نہیں چھو سکتے تھے
 کہ بہا دار وہ بقول چار سے ریچکنے نہ گئے۔ اور ہم کو نیندا رہی
 تھی اور جہاں میں گمارے ناک میں دم تھا۔ لیکن ہم ہمیشہ کے آرام
 کے لئے ایک رات کی نیند خواہ کر کے ٹھیکہ اٹھا سکتے تھے اور ہم کو
 یقین تھا کہ اس ایثار اور اس قربانی کا پھل ہم کو ضرور ملے گا۔ حال
 اس عالم میں ہم نے رات گزار دی اور ٹھیکہ اس وقت جب گھر والے نے
 پاچے کا گھڑا بھیجا ہے۔ ہم نے چائی پیتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا اور
 مولانا کے بھی جہان میں جہان آئی۔ اب بدوشنی منہ رفتہ بڑھتی جاتی تھی
 یہاں تک کہ جب رات کی قوت ناک سہا ہی سو گئیں ہو گئی اور ہم مولانا کو در
 مولانا ہم کو آسانی کے ساتھ دیکھنے کے قابل ہو گئے تو ہم نے دیکھا کہ مولانا
 واقف بھار سے اتنی ہی دریں اس قدر گھل گئے تھے کہ اگر پاچا میں ان
 کی مشیت کے بعد اٹھتے ہیں۔ ان کی اس حالت پر یہ سخت شرم کی
 پیدا ہو گئی اور دل بھرا آیا۔ ہم نے اپنی کسی کسی طرح دھیمی کر دی
 اور خود کو اس شگفتہ سے نکال کر برکتا کر بھی کھولا۔ ان کو اٹھا کر اپنی طرف
 لے آئے تاکہ ان کے پاس ٹھیکہ ہر جائیں مگر نہ پا کر تو جیسے چپ نہ

گئی تھی۔ دھوت بیٹھے رہے ایک دشت ان پر برس رہی تھی اور ہم
 بھی گریا پریشانی سے تھے۔ آخر کا جب مولانا کو چائے وغیرہ ملائی اور
 ان کے جسم میں تھوڑی سی گرمی پہنچنے کے بعد رات بھر کا سنجو خون
 حرکت پڑا تو وہ روئے۔

”راستہ عقل کام نہیں کرتی“

عزیز کیا کیا اہل حالت صاحب“

کہنے لگے۔ ”دیکھئے تو ذرا پختہ فاضل سلایا گیا پھر کلام پرگہ بہت
 سر سامنے غائب، دشمنی گل اور جگوار آپ کہنا نہ دیا گیا اور ہم
 آپ کہتے ہیں کہ تھی دیکھ رہی تھی۔“

ہم نے کہا ”جی ہاں جناب تمھو کو تو بالکل یہ معلوم ہے اگر گیارہ کسی
 جاندار صاحب سے بندھا ہوا ہیں تو کو اس میں حرکت محسوس ہوتی کیا
 آپ کی دشتی نہیں دینگے۔“

خود کے کہنے لگے۔ ”سندھ تو کچھ کچھ کو بھی برا تھا مگر میں نے تو دشتی
 کو کچھ مانگ نہیں کھنا جانتے کیا راز رازات ہوئے۔“

ہم نے سنجو کی سے کہا: ”بھت اچھا کیا کہ آپ نے دشتی نہ بھرنی
 ہر حال غائب ہے جس کو اس مکان میں نہیں سر سکتا آپ جائیں اور
 آپ کا کام۔“

کہنے لگے: "حضرت میں غم نہیں ہو سکتا جہاں بھی لوگوں پر ہے
مگر ایک بات مجھ میں آتی ہے کہ اگر کلام پاک میرے پاس سے دُعا
جاسا تو یہ واقعہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کلام پاک اُٹھائے گی کیا وجہ؟
عمر بن کینان صاحب یہ بات تو واقعی آپ نے خوب نکالی
یعنی کلام پاک کی وجہ اس میں یہ باتیں نہیں ہو سکتی تھیں؟

مولانا اسی آدھی طرح میں ہے اور ہم دفتر چلے گئے معلوم
نہیں دن بھر مولانا نے کیا کیا بہر حال جب ہم شام کو قریب پہنچے
آئے تو یہی معلوم ہوا کہ مولانا تمام دن اپنے دولت خانہ تشریف نہیں
لے گئے اور قریب خانہ اپنا پر مولانا قریب رہے ہیں ہم کو دیکھتے
ہی کہنے لگے:

"بھائی صاحب میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ یا تو میں اپنے کوسلان
کے ساتھ چھوڑ دوں اور دن میں رہوں گا اسی مکان میں اس قسم کی حکومت
پریت سے ایک چکے مسلمان کے دار نے کئی مہینے یہی کہہ دیا تو اس
میں ہے وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس قسم کی تعلیم کو سمجھنا سمجھتا ہے؟
اب ایک چکے مسلمان کی طرح کیا۔

"جو کچھ شروع کرنا تھا تو آپ مسلمان ہیں خود اگر سے ہر مسلمان دیا
ہی مضبوط ایمان رکھے اور خدا کا شکر بھی یہ ایمانی قریب مٹا کر ہے۔"

قریب سے ملے اور ملوثہ میں ان کی گونج چکیوں سے مرعوب
ہو کر مکان نہیں چھوڑ سکا جو کچھ کہتا ہے میں ان ہی کو مکان چھوڑنا چاہتا
ہیں ان چھوڑوں کے لئے خود بھرتہ بن کر رہوں گا۔

ہم نے کہا: اگر غائب ہیں آج وہاں نہیں رہیں گے خواہ اس کو آپ
ایمان کر رہے ہیں کیوں کہ کچھ اس کا احترام ہے مگر مجھ میں اپنے
دل سے!

ذرا سنبھل کر اگلے "آپ میرے مخلص کہ وہاں ملے ہوئے گا؟
مولانا رضی ہو گئے اور یہاں ملازم کو بڑھائے گی کوئی ضرورت ہی
ذاتی رہے وہ اس قسم کے معاملات میں کہ حکومت قسم کا ان واقعہ برا تھا چھوڑ
دات کو اس سے کچھ کہ تو ہم خود مولانا کے پاس بیٹھے رہے اور جب وہ تھوڑے
دیر بعد اپنے اند پر بازو کا ہتھکڑا ہٹا جانے لگے تو ہم ملازم سے یہ کہہ کر
ہو گئے کہ وہاں بیٹھا رہنا اور ضرور اس وقت نہیں رہنا اور وہی ہیں۔"

ملازم نہیں مولانا سے ہے تھے یا جاگ رہے تھے ہر صورت
جب ایک جنگ دات کے قریب ہم سید کنوں میں پہنچے ہوئے ان کی بھرتہ سے
اُتر کر ان کے گھمن میں آئے یہی تو ان کا یہ مکان کے اندر داخلہ قریب تھا
ہم نے پہلے دھم میں شعلہ شروع کیا مگر جب اس کی اطلاع
مولانا کے پاس پہنچی تو ان میں ڈھیلے اٹھ کر کچھ بعد دیگر سے ہم نے مولانا کی

ظرف روانہ کئے۔ یہاں تک کہ مرزا کا گھر تک پہنچے اور پھر فوراً مردوں کی طرح جہت لیست گئے۔ خدا نخواستہ انہوں نے ہم کو دیکھا تھا اس لئے کہ اب ان کی سائنس میں غائبانہ کی ہوتی تھی ہم برا بر ٹھٹھے گئے اور اب ہم نے تاکیں کرنا شروع کیا۔

”اب میں ہر محکوم کچان کچان کچانوں گا مگر یہ میں کچان کچان کچانوں یہ سنا تھا کہ مرزا نے کھانہ کھا گھر سے دیرانہ واپس لائے شروع کیا اب ان کی گھٹکی بندھ گئی اور ان کے ساتھ چارہ چارہ صاحب نے بھی شرف لانا شروع کیا کہ یہ ادھر ہم وہاں سے غائب اور مرزا کے دیرانہ سے برآگ رہے۔ کھلو کھلو کہ مرزا نے دیرانہ پھینکا شروع کیا اور آخری کئی قدم گھر میں گئے وہ مرزا کا لڑکا اور وصال ہی ہو جاتا ہم نے جب پتہ نہایت تک مرزا کا قتل دیکھا پانی کے چھینٹے دیکھے تو تب جا کر ان کو ہر شرف آیا اور ان کا دل فقرا۔

”دوسرے دن صبح ان کو شہید بھجوا دیا تھا اور اسی بھکار کی حالت میں وہ اپنے ابا و اہل و سرے مکان میں منتقل کر دیے تھے مختصر یہ کہ وہ مرزا نے جہت لیست نہیں ہی ہے اور اس واقعہ کے بعد سے قریم کو کسی نے آسماں کی منتقلی کچھ کھٹے کھٹے شے کی ضرورت ہی نہیں رہتی اس لئے



قصہ

محبوبہ احسان بی بی

مطلع عرض ہے

شیراز

اردو

جاں جانی

شیراز

اردو

دکن ادا ہے بارو

میرزا

فکر یاد چلے

میرزا

عمر گزشتہ کی کتاب

میرزا

فردا مسکراؤ وارنہ

میرزا

قصہ مختصر

میرزا

درا کھڑا ہر شرف

میرزا

گھانا پھان

میرزا

تغلب برطرف

میرزا

بالا آخر

میرزا

احسان بی بی کا ایک ڈپو پھیل کھانہ حیدرآباد

۱۳۳۰ھ